لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

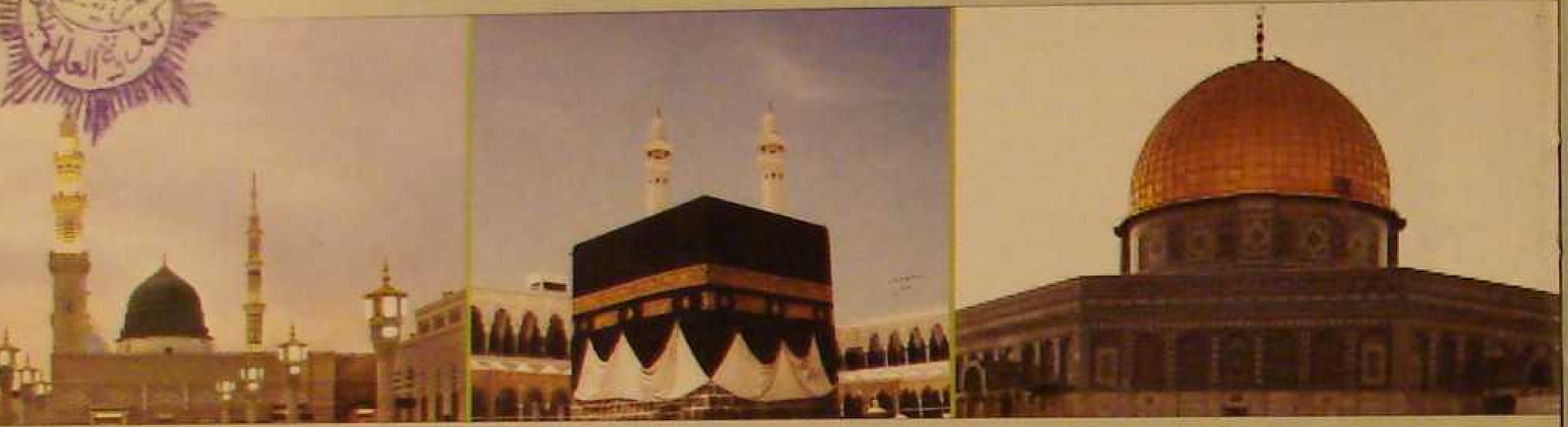

مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا راز

جولوگ رفتارِ زمانہ سے باخبر ہیں، وہ جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو اپنے اپنے مذاہب کی اصلاح وترمیم کی طرف مائل ہیں، لیکن میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں، مسلمانوں کو مذہبی احکام میں کسی طرح کی ترمیم واصلاح کی یکسر ضرورت نہیں، کیونکہ ان کی شریعت کے قوانین جامع ومکمل ہیں، اس میں نہ ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ اصلاح کی، دوسری قوموں کو اگر زندہ رہنے کے لیے اپنے اپنے مذاہب میں ترمیم واصلاح کی ضرورت ہے، تو مسلمانوں کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنی شریعت کو اور مضبوط پکڑیں، اور قوانین اسلام کی شدت سے پیروی کریں، دوسری قوموں کی فلاح وبہبود کا راز اگر اپنے مذہب سے دوری اختیار کرنے میں ہے تو مسلمانوں کی فلاح وبہبود کا راز اپنے مذہب سے گرویدگی اور اتباعِ کامل میں مضمر ہے، لیکن مسلمان اپنے مذہب سے پہلو اختیار کر رہے ہیں اور جو شے ان کی ترقی وبہبود کی ضامن ہے، ان سے غفلت برت رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

فی شمارہ =/12₹ | ۲۵/اپریل ۲۰۱۴ء | سالانہ زرتعاون -/250

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27
Vol. No. 50 Issue No.11

Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in
10 April, 2013

Booking Open

SAITECH GRACE
An Ideal House You Truly Deserve

2 BHK / 3 BHK & 4BHK
Premium Flats Available at Affordable Prices

FACILITIES /AMENITIES

24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement) car parking space, Visitor's Parking.

BUILDERS & DEVELOPERS
SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.
MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.

Corporate Office
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.: 9838456123, 9450200000,
9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com
Site Office 485/8, Mohan Meakin Road,Daliganj, Lucknow.

لکھنؤ کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ

خوشبودار عطریات

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ

_____ : کی ایک قابلِ اعتماد دوکان : _____

ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

تیار کردہ

IZHARSON PERFUMERS اظہارسن پرفیومرس

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
برانچ: C-5 جن پتھ مارکٹ، حضرت گنج

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 7860632916

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پندرہ روزہ تعمیرِ حیات لکھنؤ

جلد نمبر ۵۱
۲۵؍اپریل ۲۰۱۴ء مطابق ۲۴؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ
شمارہ نمبر ۱۲

اس شمارے میں

راہ عمل
ملت کی مصلحت کو ترجیح دیں! — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۲

اداریہ
انسانیت کا ختم ہو جانا بھی عذاب ہے! — شمس الحق ندوی — ۳

نوید جانفزا
جنت کی قیمت اور جان کی حیثیت — حافظ ابن قیم رحمہ اللہ — ۵

مشعل راہ
حضرت محمدؐ کی مکی زندگی کا حکیمانہ انداز — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۱۰

عروج وزوال
طاقت کا غرور — مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی — ۱۱

دین کامل
اسلام۔مکمل دین اور مستقل تہذیب — مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی — ۱۲

اسراء ومعراج
رجب المرجب، رفعت وسروری کا امین — مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری — ۱۳

عالم اسلام
الاخوان المسلمون۔قوت کا اصل راز — عبد الغفار عزیز — ۱۵

تربیت اولاد
بچوں کو کس طرح نمازی بنایا جائے — تحریر: شیخ احمد قطان — ۱۹

رفتگار کار
"فتاویٰ ندوۃ العلماء" کی رسم اجراء — جاوید اختر ندوی — ۲۱

روداد چمن
'جمعیۃ الاصلاح' کے تحت علمی محاضرات — محمد زاہد عباسی — ۲۳

رپورٹ
دو روزہ فکری، دعوتی وتربیتی کیمپ — سید سالک علی ندوی — ۲۶

فقہ و فتاویٰ
سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۳۱

زیر سرپرستی
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی
مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول
شمس الحق ندوی

نائب مدیر
محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
- مولانا خالد ندوی غازی پوری
- نعیم الرحمن صدیقی ندوی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ
Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زرتعاون -/250	فی شمارہ -/12	ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے ۔ 50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتے پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں، بصورت دیگر =/30₹ زائد کر کے بھیجیں۔

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر لال لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلدی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھیے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

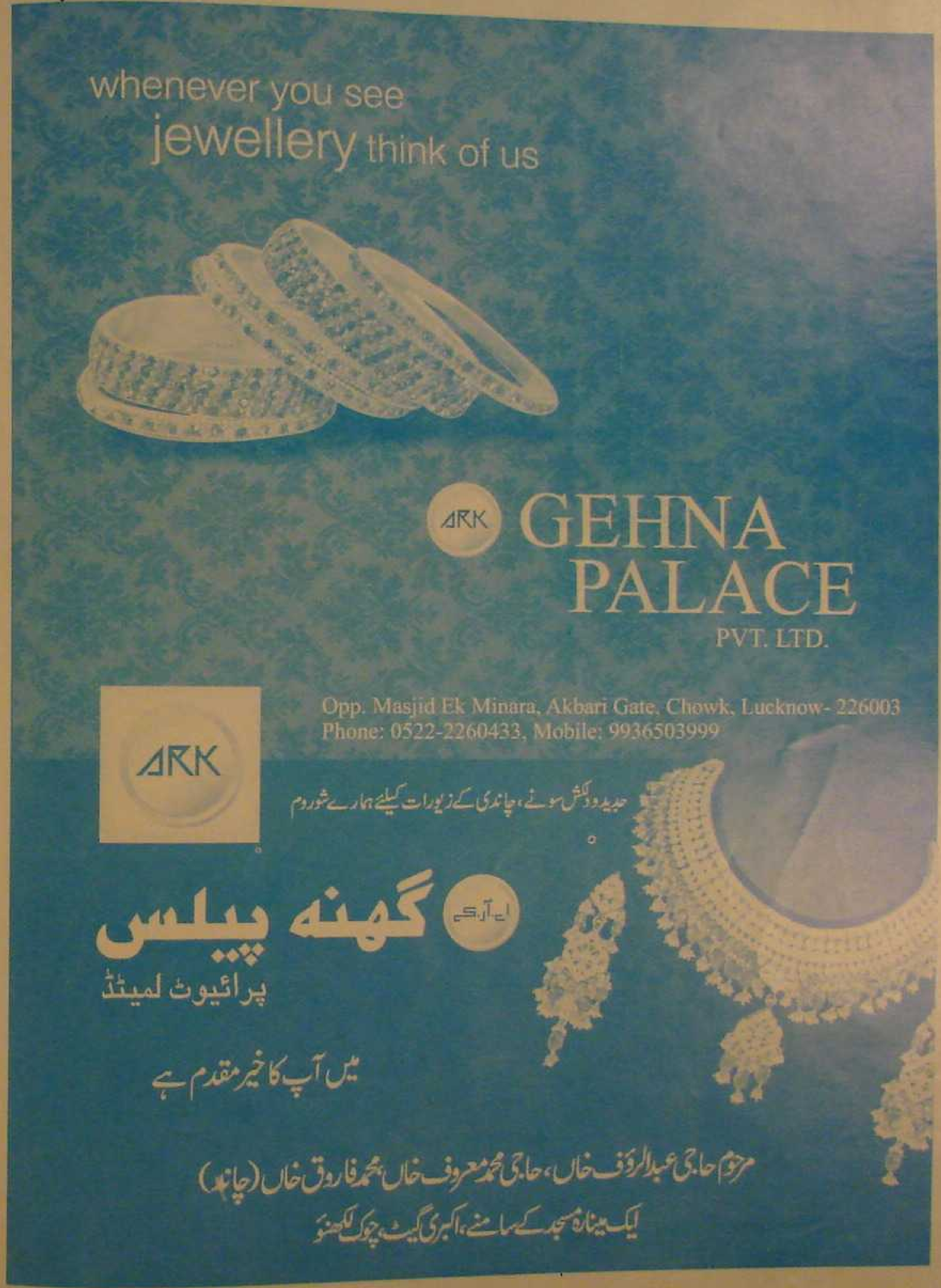

راہ عمل

ذاتی مفاد سے بلند ہو کر ملی مفاد اور مصلحت کو ترجیح دیں!

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ہمارے ملک کا نظام چونکہ غیر مذہبی ہے، لہٰذا مسلمان اپنے شہری حقوق کے مطالبے کے سلسلہ میں دستور کے دیے ہوئے حقوق کے حوالہ سے آواز اٹھائیں، اور حکومت میں حصہ دار بننے کا جو حق ہے، انتخابات میں حصہ لے کر وہ حاصل کر کے اس کے ذریعہ بھی اثر ڈال سکتے ہیں، البتہ سیاسی انتخابات کے سلسلہ میں فرقہ وارانہ انداز سے بچتے ہوئے سیکولر انداز سے حصہ لیں، تو ان پر علاحدگی پسند رویہ کا الزام نہ لگے گا اور ان کی بات کا وزن محسوس کیا جائے گا، وہ مذہب کے حوالہ سے اسمبلی یا پارلیمنٹ میں آنا چاہیں گے تو اس کے مقابلہ میں غیروں میں بھی بالمقابل جذبہ پیدا ہوگا، ملک کے سیکولر ہونے کی بنا پر حکومت سے مذہبی بنیاد پر مطالبہ منوانا مشکل ہو جاتا ہے، اس کے لیے دستور میں جب ملک کے ہر مذہب کو برابری دی گئی ہے، تو دستور کے حوالہ سے مناسب جدوجہد کی جاسکتی ہے، اسلامی جذبہ وعمل خود اپنی زندگی اور عمل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے، مختلف مذاہب کے مخلوط معاشرہ میں انسانیت کے حوالہ سے مطالبہ کرنا بڑا اثر انداز ہوتا ہے، ملک میں ہر پانچ سال میں انتخاب ہوتا ہے، اس میں ہر پارٹی ملک کے ہر باشندہ کو خوش کرنے کی فکر کرتی ہے، مسلمان نمائندے بھی ان پارٹیوں کے ذریعہ اقتدار تک پہنچتے ہیں، جو لوگ اقتدار میں آتے ہیں وہ وعدوں پر عمل کرانے کی کوشش کر سکتے ہیں، جو کسی بھی پارٹی نے انتخابات سے پہلے کیے ہیں، اس طرح پھر اگلے پانچ سال کے بعد الیکشن میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، خاص طور پر مسلمان الیکشن میں کامیاب ہوں وہ اپنی اپنی پارٹی کے ذمہ داروں کو دستوری حقوق کی طرف صحیح طور پر متوجہ کریں۔

مسلمانوں کے سیاسی مسائل کو حل کرنے کے لیے ملک گیر سطح پر ایک بورڈ مسلم مجلس مشاورت کی صورت میں بنا تھا اور اس سے فائدہ بھی خاصا ہوا، لیکن بعد میں اس کا اتحاد قائم نہ رہ سکا، مختلف الخیال افراد اور جماعتوں کے درمیان وحدت پیدا کرنے کے لیے اپنی ذاتی حیثیت کو دبانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لیکن جب ہر صاحب رائے اتحاد کو صرف اپنی قیادت کے تحت پسند کرتا ہو تو مشترکہ وحدت کیسے قائم ہو سکتی ہے، ہماری امت کا حال یہ ہے کہ ہر قائد اپنے جھنڈے کے تحت اتحاد چاہتا ہے، اس طرح اتحاد کی کوشش ناکام ہوتی رہتی ہے، دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ملت کی خاطر اپنے مخصوص نقطۂ نظر کو دبا لیا جائے تو وحدت کے قائم رہنے میں مدد ملے گی۔

اگر مسلمان اجتماعی مصلحت کا تقاضہ ہونے پر اپنی رائے سے تنازل کر سکتے ہوں تو اتحاد قائم ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعہ ان کو اجتماعی طاقت حاصل ہوگی، اور یہ اس وقت ہوگا جب ملت کے سب افراد ملت کی مصلحت کو اپنی ذاتی رائے پر ترجیح دیں۔

جب قوم کسی ملک میں اقلیت میں ہو تو اس کو اولاً اکثریتی لوگوں سے زیادہ محنت اور دانش مندی سے کام لینا ہوتا ہے اور کامیابی اور ترقی کے ذرائع بغیر زور شور اور پروپیگنڈہ کے توجہ کے ساتھ اختیار کرنے ہوتے ہیں، اس کے اثر سے وہ کچھ مدت میں فائق ثابت ہو جاتے ہیں، اس طرح ان کو بااثر ہونے میں مدد ملتی ہے اور اس کے لیے ضروری طرز عمل اختیار کرنے کی بڑی ذمہ داری علماء اور دانشور حضرات پر آتی ہے۔

مسلمانوں میں سیاسی شعور کی بیداری اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کے مخلص دانشوروں کو فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد سے بلند ہو کر ملی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت اختیار کریں۔

الیکشن میں مسلمان ضرور شریک ہوں اور ایسی جماعتوں کی تائید کریں جو دستور کے دیے ہوئے حقوق کو مخلصانہ طریقہ سے ادا کرتے ہوں، یا اس کی ان سے امید ہو، اور ان کی کامیابی کی خصوصی توقع ہو، البتہ مروجہ سیاسی انداز جو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا ہے، وہ اختیار نہ کریں اور ملی مصلحت کے لحاظ سے تائید وعدم تائید کا رویہ اختیار کریں، لیکن نیت خدمت خلق ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی۔

☆☆☆☆☆

اداریہ

انسانیت کا ختم ہو جانا بھی عذاب ہے!

شمس الحق ندوی

لوگ کہتے ہیں کہ عالمی پیمانے پر بگاڑ وفساد کے باوجود عذاب خداوندی کیوں نہیں نازل ہوتا، عذاب کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں، خالق کائنات کی قدرت بے پایاں ہے، "کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ"، اس کی شان خدائی کا ظہور نئی نئی صورتوں میں ہوتا ہے، اس لیے عذاب بھی ایسی ایسی شکلوں میں آتا ہے، جن کو لوگ عذاب کی معروف شکلوں میں نہیں دیکھتے اور نہ بظاہر وہ عذاب معلوم ہوتا ہے لیکن وہ بسا اوقات عذاب کی معروف شکلوں سے بھی زیادہ خوفناک واذیت ناک ہوتا ہے، ایک شخص کو ہم تندرست وتوانا دیکھتے ہیں، نہ کہیں درد ہے نہ بخار لیکن وہ عجیب خوف وگھبراہٹ میں مبتلا ہوتا ہے، مایوسی، خطرات وحوادث کے وساوس اس کو گھیرے رہتے ہیں۔

مثلاً یورپ کا سماجی، معاشرتی اور خاندانی شیرازہ جس طرح منتشر ہوا ہے، مرد وعورت دونوں ہی صنفیں جس طرح تنہائی وبے کسی محسوس کر رہی ہیں، حتی کہ انس ومحبت جو فطرت انسانی میں داخل ہے، اس کو حاصل کرنے کے لیے کتوں کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ کتا اپنے آقا کا وفادار ہوتا ہے، کیا کہا جائے گا اس تہذیب کو جس میں انسان انسان سے بھاگے اور خوف کھائے، لیکن کتوں سے محبت کرے جو جانوروں میں بھی سب سے ذلیل سمجھا جاتا ہے، کیا یہ عذاب نہیں؟ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ انسانی خاندان کی کھلتی کلیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، اس سے پیار ومحبت کرتا ہے، اس کی طفلانہ اداؤں اور معصومانہ مسکراہٹ اس کے دل کی دنیا کو باغ وبہار بنا دیتی ہے۔

لیکن انسان جب ان کھلتی کلیوں کو مسل دیا کرے، توڑ کر پھینک دیا کرے تو کیا وہ انسان کہلانے کا مستحق ہوگا؟ ذرا تصور وخیال کی دنیا میں اپنے سامنے ایک معصوم بچے کی تصویر لائیے، بھولی بھولی موہنی سی صورت، معصوم سا چہرہ، خوبصورت آنکھیں، چھوٹے چھوٹے ہاتھ، ننھی ننھی انگلیاں، وہ کچھ ڈر اور خوف محسوس کرے تو ماں سے لپٹ جائے، باپ کے گلے میں بانہیں ڈال کر اپنے کو محفوظ قلعہ میں محسوس کرے، لیکن یہی ماں باپ جب اس کو اس لیے قتل کر دیں کہ وہ ان کی رنگ رلیوں میں حارج نہ ہو، یا اس لیے قتل کر دیں کہ ان کی غذا کا مسئلہ نہ پیدا ہو تو ایسے ماں باپ کو کیا کہا جائے گا، قتل یہی نہیں کہ چھری سے بچے کی گردن کاٹی جائے، قتل یہ بھی ہے کہ ماں کے رحم ہی میں جب کہ بچہ ابھی اپنی جسمانی ساخت وبناوٹ کے مراحل سے گذر رہا ہے، کسی بھی ذریعہ سے اس کو ختم یا خارج کر دیا جائے۔

کوئی صاحب عقل بتائے کہ آم کے باغ میں پھول آرہے ہیں، باغ والا اس کی دیکھ بھال میں لگا ہوا ہے، ایک شخص جاتا ہے اور پھولوں کو جھاڑنا شروع کر دیتا ہے، کیا باغ کا مالک اس پھول جھاڑنے والے کے ساتھ وہی معاملہ نہیں کرے گا جو آم توڑنے والے کے ساتھ کرتا ہے؟ پھر وہ مالک اس کو کیسے پسند کر سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں پلنے بڑھنے والے بچے کو ختم کر دیا جائے۔

یہ تو بات ہوئی ان نوزائیدوں یا رحم مادر میں وجود پانے والے بچوں کی جو بیوی اور شوہر کریں خواہ وہ کسی بھی مذہب یا ملکی عرف ورواج کے مطابق ایک دوسرے سے جڑے ہوں، اس شادی والے رشتہ میں جڑے بغیر مرد وعورت کا باہمی ربط وملاپ انسانی سوسائٹی میں بہر حال معیوب ہی سمجھا جاتا ہے، اور فطری حیاء وشرم، گھر، خاندان یا سوسائٹی میں رسوائی کا خوف، کچھ تو روک لگاتا ہے، لیکن اسقاط حمل کو عالمی قانونی شکل دے کر اس بچی کھچی فطری حس کا بھی صفایا کر دینا اور انسانی پستی کے لیے چوپٹ دروازہ کھول دینا، کیا اس انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے جس کی دیگر مخلوقات پر فرماں روائی ہے، خنزیر اور کتوں سے بھی نیچے گرا دینے کے مترادف نہ ہوگا جو ذلت ورسوائی کے لیے بطور مثال بیان کیے جاتے ہیں۔

دنیائے جہاں سے باخبر ہر شخص جانتا ہے کہ یورپ اپنی سلگائی ہوئی آگ میں جل رہا ہے، اس بے حیائی کے عذاب سے اس کا خاندانی اور عائلی نظام ختم

ہو چکا، وہ آوارہ جانوروں کی سی زندگی گذارنے پر مجبور ہو گیا ہے، لہٰذا چاہتا ہے کہ مشرق بھی اسی کی راہ پر چلے، اس نے پوری دنیا کو خصوصاً مسلمانوں کو جن کے یہاں مذہبی اور عقائدی طور پر مکمل تحفظات ہیں، اپنی مخرب انسانیت چیزوں میں مبتلا کرنے کے لیے ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلموں، موبائل اور انٹرنیٹ کی صورت میں سارے جتن کر ڈالے اور بدقسمتی سے تمام مسلمان ملکوں میں بھی اس کے برے اثرات بھی پڑے۔

اخلاقی انارکی، خاندانی اجاڑ اور معاشرتی بگاڑ کے ساتھ ساتھ یورپ کی آبادی بھی تیزی کے ساتھ گھٹتی جارہی ہے اور مشرق کی آبادی خصوصاً مسلم ملکوں کی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے، اس لیے یورپ کو نفری طاقت کا خوف بھی کھائے جارہا ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ مسلم ممالک میں بھی وہ چیزیں پھیلیں جن سے آبادی کم ہو۔

کائنات کے بنانے والے نے انسان کو اسی لیے پیدا کیا اور اس کو اس دنیا میں بسایا کہ اس کا نام زیادہ سے زیادہ لیا جائے، اس کی قدرت بے پایاں کا ظہور ہو، اسی لیے اسلام میں مسلم آبادی کو بڑھانے کا حکم ہے، فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو خوب محبت کرنے والی اور بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت والی ہو۔ ایک اور موقع پر فرمایا: "إني أكاثر بكم الأمم يوم القيامة"۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو اللہ کے منشاء کے خلاف ہو، فطرت انسانی کے بھی خلاف ہو اور انسانی مستقبل کے لیے خطرہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اس لیے ہر ایسی کوشش انسانیت کی تباہی کا سبب بنے گی، انسانیت مادی و معنوی دونوں اعتبار سے تباہ ہوگی، یورپ ملحد و بے دین ہے، لہٰذا اس کے فکر کی رسائی صرف انسانی مفروضوں اور عقل انسانی کی حدود ہی تک ہو سکتی ہے، آگے کی بات وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اس کے لیے انبیاء کرامؑ کے علوم و تعلیمات کو ماننے اور تسلیم کرنے کی ضرورت ہے، یورپ خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعلیمات تمام انبیاءؑ کی تعلیمات کے خلاصہ کے طور پر اب قیامت تک کے لیے حتمی ہو گئی ہیں، ان میں بھی شکوک و شبہات پیدا کرنے کی پوری کوشش کر چکا اور برابر کوئی نہ کوئی شوشہ اس کو ناکام و کمزور ثابت کرنے کے لیے چھوڑتا رہتا ہے اور وہ برابر اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ انسانوں میں جو لوگ مقصد آخرت کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گذارنا چاہتے ہیں، وہ ان کے مقصد آخرت کو بھلا دے اور ان کو بھی اپنے جیسا بالکل جانور بنادے اور وہ بہائم کی طرح زندگی گذارنے لگیں، انسانیت فنا ہو کر موت کی نیند سو جائے اور انسان آوارہ کتوں کی سی زندگی گزارے۔

☆☆☆☆☆

لفظ 'حلال' کا کرشمہ

لفظ "حلال" نے آسٹریلیا کی ایک دوشیزہ کو مسلمان کر دیا ہے، تفصیلات کے مطابق آسٹریلیا کی E.C.U یونیورسٹی میں زیر تعلیم "سا کیریا" اب "حلیمہ" نامی طالبہ جب کبھی یونیورسٹی کی کیفٹیریا میں جاتی تو وہاں موجود مسلمان طلبہ سے اکثر لفظ "حلال" سنا کرتی، ایک دفعہ اس نے کیفٹریا میں موجود سعودی اور پاکستانی دو مسلمان طلبہ سے اس لفظ کا معنیٰ و مفہوم جاننا چاہا، انھوں نے اختصار کے ساتھ اس لفظ کا نہ صرف مفہوم سمجھایا بلکہ اس کو اسلام سے متعارف کرانے کی غرض سے چند مفید اور معلوماتی اسلامی ویب سائٹس بھی بتلادیں۔

حلیمہ کا کہنا ہے کہ میں نے گھر لوٹتے ہی سب سے پہلے ان ویب سائٹس کو چیک کرنا شروع کر دیا اور یہاں سے میری دنیا تبدیل ہوتی چلی گئی، میں اکثر تنہائی میں ان ویب سائٹس کے ذریعہ اسلام کی حقانیت جاننے لگی، مطالعہ کے دوران اکثر میں زار و قطار رونے لگتی، اور پھر وہ دن بھی آیا کہ میں نے اس سعودی اور پاکستانی طالب علم کی وساطت سے ایک عالم دین کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا، اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے مکمل پردہ کا اہتمام شروع کر دیا، جس میں چہرے پر نقاب اور ہاتھ کے دستانے شامل تھے، میری فیملی نے مجھے کبھی نرمی اور کبھی سختی سے اسلام کو ترک کر دینے کا مطالبہ شروع کر دیا اور میرے انکار پر مجھے گھر سے بے دخل کر دیا گیا، چند دنوں کے بعد اس پاکستانی طالب علم نے میرے ساتھ نکاح کی خواہش کا اظہار کیا جس کو میں نے قبول کر لیا اور اب الحمدللہ ہم ایک مکمل اور کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

☆☆☆

نوید جانفزا

جنت کی قیمت اور جان کی حیثیت

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ

محبت اور جنت کا مہر یہ ہے کہ نفس و مال کو نفس و مال کے اس مالک کی راہ میں خرچ کر دیا جائے، جو ان دونوں کو اہل ایمان سے خرید چکا ہے، کسی بزدل، ناقدر و معترض تہی دست و بے بضاعت کا کیا جگر و حوصلہ کہ اس سودے کا مول تول کرے، قسم بخدا وہ کوئی ایسا گرا پڑا سودا نہیں کہ مفلس و فقیر اس کا مول تول کرنے لگیں اور نہ اس کی ایسی کساد بازاری ہے کہ تنگ دست اس کو قرض لینے کی خواہش کریں، یہ سودا قدر دانوں کے بازار میں فروخت کے لئے پیش کیا گیا تو مالک جان سے کم قیمت پر اس کو فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہوا، بیکار اور باتیں بنانے والے یہ سن کر پیچھے ہٹ گئے، اور عشاق یہ دیکھنے کے لئے آگے بڑھے کہ کس کی جان اس کی قیمت ہو سکتی ہے، سودا برابر گردش میں رہا اور آخر کار ان لوگوں کے ہاتھوں میں جا کر ٹھہر گیا، جو مومنین کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں سخت تھے، جب محبت کے مدعیوں کی کثرت ہوئی تو دعویٰ کی صحت پر ان سے دلیل مانگی گئی، اس لئے کہ اگر ہر شخص کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو عاشق و مدعی میں اور غمزدہ اور بہروپیے میں کوئی فرق نہ رہ جائے، مدعیوں نے مختلف قسم کی گواہیاں پیش کیں، کہا گیا کہ یہ دعویٰ ثبوت کے بغیر قبول نہیں کیا جا سکتا: "قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" [آل عمران/۳۱] (اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، خدا تمہارا محب بن جائے گا) یہ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے، اور وہی لوگ اپنی جگہ پر قائم رہے، جو تمام اقوال و افعال عادات و اخلاق میں رسولؐ کے سچے پیرو تھے، اب ان سے ثبوت کے صحیح ہونے کا مطالبہ کیا گیا، اور کہا گیا کہ اس ثبوت کی صحت و عدالت اس وقت تک تسلیم نہیں کی جا سکتی جب تک کہ وہ لوگ اس کا تزکیہ اور تصدیق نہ کریں، جن کی شان میں ہے: "يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ". [المائدہ/۵۴] (اللہ کے راستہ میں ہر طرح کی کوششیں کرتے ہیں، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے) یہ سن کر محبت کے اکثر مدعی پیچھے ہٹ گئے، اور مجاہدین قائم رہے، ان سے کہا گیا کہ عشاق کی جانیں اور ان کے مال ان کی ملک نہیں پس جس چیز کا سودا ہو گیا اس کو حوالہ کرو: "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ". [التوبہ/۱۱۱] (بے شک اللہ تعالیٰ مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید چکا ہے، اس قیمت پر کہ ان کو جنت ملے گی) اور جب بائع و مشتری میں بیع و شراء ہو جائے تو ایک کے لئے مال کی سپردگی اور دوسرے کے لئے قیمت کی حوالگی ضروری ہے، جب تاجروں نے خریدار کی عظمت و قیمت کی مقدار اور جس کے ہاتھ پر سودا ہوا ہے، اس کی عظمت و شان اور اس کتاب کی حیثیت دیکھی جس میں کہ اس معاملہ کا ذکر ہے تو سمجھ گئے کہ یہ مال بڑی عظمت و شان والا ہے، اس وقت انہوں نے اس میں بڑا نقصان اور گھاٹا سمجھا کہ اس کو وہ اونے پونے چند ایسے سکوں میں بیچ ڈالیں، جن کی لذت فانی اور جن کی حسرت اور وبال باقی ہے، اس لیے ایسا کرنے والا بڑا نادان اور کوتاہ نظر ہے، اس وقت انہوں نے خریدار کے ساتھ اپنی رضا و اختیار سے بغیر ثبوت خیار کے بیعت رضوان کا معاملہ کیا، اور انہوں نے کہا کہ بخدا نہ ہم یہ قیمت واپس لیں گے اور نہ ہم اس سے اس بیع کو فسخ کرنے کی درخواست کریں گے، جب یہ بیع و شراء مکمل ہوگئی اور انہوں نے جنس حوالہ کر دی تو ان سے کہا گیا کہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال ہمارے ہو چکے، اور ہم اب ان کو بہت بڑھا اور کئی گنا بنا کر تمہاری طرف واپس کرتے ہیں۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ [آل عمران/۱۶۹] (اور ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں مارے گئے، مردہ تصور نہ کرو، وہ تو اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے) ہم نے تم سے تمہاری جانیں اور تمہارے مال نفع کی لالچ میں نہیں طلب کئے تھے، بلکہ ہمارے جود و کرم کا اظہار ہو کہ ہم کس طرح عیب دار چیز کو قبول کر کے اس پر بڑی سے بڑی قیمت دیتے ہیں، ہم نے تمہاری قیمت اور مال دونوں جمع کر دیے اس موقع پر حضرت جابرؓ کا قصہ یاد کرو کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ خریدا پھر ان کو پوری پوری قیمت دی، اور اس قیمت میں اضافہ کیا، پھر وہ اونٹ بھی واپس دے

دیا، ان کے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاملہ سے ان کی توجہ اس طرف ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا، چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا، اور ان سے بلا حجاب گفتگو کی، اور کہا کہ اے میرے بندہ مجھ سے مانگ جو کچھ مانگنا ہے، خدا کے جود و کرم تک انسان کا علم کیا پہونچ سکتا ہے، اس نے مال بھی دیا، قیمت بھی دی، اور اس بیع و شراء کے معاملہ کے تکمیل کی توفیق بھی عطا فرمائی، اور اس مال کو اس کے عیب و نقص کے باوجود قبول بھی فرمایا، اس پر بڑی سے بڑی قیمت عطا فرمائی، اور اپنے بندہ کو اس نے اپنے ہی دیئے ہوئے مال سے خرید لیا، اور پھر اس کی تعریف بھی کی، اور باوجود اس کے کہ خود ہی توفیق دی تھی، اس کی مدح فرمائی۔

خدا کے داعی نے خدا کی طرف اور دار السلام (جنت) کی طرف غیرت مندوں اور عالی ہمتوں کو بلایا، اور ایمان کے منادی نے کان رکھنے والوں کو سنایا، اور ہر زندہ ضمیر کو گرمایا، جنت کے مسافروں اور رضائے الٰہی کے طالبوں میں ایک صدائے رحیل بلند ہوئی، اور ایک ہنگامۂ رستخیز برپا ہوگیا، اور لوگوں کو منزل پر پہونچے بغیر قرار نہ آیا۔

اور کیوں نہ ہو؟ شاعر نے کہا ہے ؎

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کوئے دوست
اس نوید جانفزا سے سرو بال دوش ہے

[ملاحظہ ہو زاد المعاد: ۱/ ۳۱۱، ۳۱۲، بحوالہ: تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم، از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ]

☆☆☆☆☆

بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں ابوسلمہ کی اولاد پر مال خرچ کروں حالانکہ وہ میری بھی اولاد ہیں تو مجھے ثواب ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان پر خرچ کر، تو ان پر جو خرچ کرے گی، تجھے اس کا ثواب ملے گا۔

حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابوسلمہؓ کی بیوی تھیں، اور حضرت ابوسلمہؓ سے ان کی اولاد بھی ہوئی جن کے نام یہ ہیں، عمرو، محمد، زینب اور درہ، حدیث میں اس بات کی تصریح موجود نہیں کہ جو مال حضرت ام سلمہ بچوں پر خرچ کررہی تھیں وہ زکوۃ کا تھا، لہٰذا یتیموں پر خرچ کرنے کا حصول حدیث کی قدر مشترک ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے گھر میں میری ملکیت میں وہی چیز ہے جو حضرت زبیرؓ نے عطا کی ہے، کیا میں اس میں سے خرچ کرسکتی ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو رزق کو خیرات کرنے سے نہ روک ورنہ تیرا رزق بھی روکا جائے گا اور ایک جگہ فرمایا: تو گن گن کر نہ دے ورنہ تجھے اجر وثواب بھی گن گن کر دیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں صدقہ کرنے میں کمی کے خوف سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ برکت کو ختم کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے پر بغیر حساب کتاب ثواب دیتے ہیں اور جس چیز کے ساتھ جزاء و بدل کے وقت حساب نہیں کیا جاتا تو عطا کے وقت بھی حساب نہیں کرنا چاہیے اور جو شخص اس بات کی چاہت رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے عطا کریں، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا تو اس کو چاہیے کہ خرچ کرے اور حساب نہ کرے، بعض علماء نے کہا ہے کہ حدیث میں جس چیز کی نہی وارد ہوئی ہے وہ مال کا جمع کرکے روک لینا اور اسے خرچ نہ کرنا ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ برکت ختم کردیتے ہیں، رزق کے فائدوں کو روک لیتے ہیں یا آخرت میں اس کا محاسبہ کرتے ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے، ہم نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تاکہ ان سے ملاقات کی اجازت حاصل کرے، انہوں نے اجازت دی، لہٰذا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ کوئی مانگنے والا میرے پاس آیا اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے، میں نے اس کو کوئی چیز دینے کا حکم دیا پھر اسے بلایا اور اس چیز کو دیکھا، میرے اس عمل کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو چاہتی ہے کہ تجھے ہر اس چیز کا علم ہو تو جو تیرے گھر میں داخل ہو یا باہر جائے، میں نے عرض کیا: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ! ایسا نہ کر اگر تو حساب کرکے خرچ کرے گی تو اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر بدلہ دے گا۔

☆☆☆

مشعل راہ

سیدنا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مکی زندگی کا حکیمانہ انداز

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة و السلام على سيدنا خاتم النبيين وإمام المرسلين محمد بن عبد الله الأمين وعلىٰ و صحبه أجمعين وبعد!

حضرات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ جو ۶۳/ سالہ مدت پر مشتمل ہے، کے تین دور ہوئے، ایک نبوت ملنے سے قبل کا، دوسرا نبوت ملنے کے بعد کی زندگی کا مکی دور، اور تیسرا مدینہ میں طاقت اور حکومت حاصل ہونے کا دور، اس میں مکی دور میں نبوت ملنے سے قبل کے چالیس سال اور نبوت ملنے کے بعد ۱۳/ سال تھے، نبوت ملنے سے قبل کے چالیس سال میں آپؐ مکہ میں جو پورے جزیرۃ العرب کا مرکزی مقام تھا، اور سب عرب اس کے تقدس کو مانتے تھے اور قریش جو کہ اس کے مقدس مقام کعبہ کی دیکھ بھال کرنے والے تھے اور اس نسبت سے وہ بلند رتبہ خصوصیات اور صفات میں دیگر عرب قبائل سے امتیاز رکھتے تھے آپؐ اس کے محترم فرد تھے، آپؐ اپنی فطری خوبیوں کے ساتھ اپنے اچھے ماحول کی خصوصیات بھی رکھتے تھے جو آپ کی عمر کے مختلف مرحلوں میں اپنی اپنی جگہ نمایاں تھیں، اس میں بچپنے کے آٹھ سال جس میں انسانی ذہن وطبیعت بالغ نہیں ہوتی اور بچہ عموماً ماں باپ کے زیر اثر وزیر توجہ دہانی رہتا ہے، وہ آپ کی یتیمی میں گزرے، اور آپ کی یہ یتیمی شروع میں باپ کی طرف سے اور ۶ سال کی عمر کے بعد ماں کی طرف سے بھی پیش آئی، پھر آپ کے شفیق دادا بھی نہیں رہے، یہ صورت حال کم سن اور آغاز عمر والے

"آج ملت اسلامیہ کو علاقائی اور عالمی سطح پر جو حالات درپیش ہیں، ان میں سیرت نبویؐ کے منہج دعوت واصلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اور مخالفت وٹکراؤ سے بچتے ہوئے دعوتی کام کرنے کی ضرورت ہے، اور خاص طور پر موجودہ حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مکی دور کے نہج کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ اس سے مسائل حل کرنے اور ٹکراؤ وکشمکش کو ختم کرنے میں خصوصی رہنمائی ملتی ہے۔"

کے لیے کس قدر آزمائش اور مشکل کی ہوسکتی تھی، اس میں آپؐ نے چھوٹی عمر کی قوت برداشت کے باوجود بڑی عمر کے ضبط نفس اور صاف ستھرے طرز حیات وبرداشت سے گزارے، اس سے اوپر کی عمر میں جو ۹-۱۰/ برس سے شروع ہوتی ہے، آپؐ نے اپنی ضروریات کے لیے خود اپنی صلاحیت عمل اور طاقت سے مدد لی اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کی، اور مروجہ معاشی طریقہ اختیار کیا، جو اس عمر میں وہاں بکری چرانے کا تھا، آپؐ نے بکریاں چرائیں، اور پھر مزید عمر بڑھنے پر وہاں کے عام رواج کے لحاظ سے تجارت کا تھا آپؐ نے اس میں حصہ لینا شروع کردیا۔

حضرات!

نبوت کی ذمہ داری ملنے اور قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہونے سے قبل ولادت شریفہ سے چالیس سالہ مدت تک کا جو دور ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العالمین نے ایسے حالات سے گزارا کہ وہ انسانی سطح پر بہتر سے بہتر انسانی مزاج بننے میں معاون ہوئے، خاندانی لحاظ سے آپ انسانیت کے برگزیدہ امام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، دنیا کے سب سے برگزیدہ خطہ ارض یعنی شہر کعبہ میں پیدا ہوئے، اور خدمت الحجاج کی ذمہ داری انجام دینے والے قبیلہ کی اس شاخ میں آپؐ ہوئے جو حجاج کی میزبانی کی خدمت پر مامور تھی، یہ تو فضیلت اور انسانی بزرگی کا پہلو ہوا، پھر پیدا ہونے کے بعد شخصیت سازی کے غیر معمولی حالات سے آپ کو گزارا گیا۔ پیدا ہونے سے قبل سایہ پدری اٹھ گیا، سن شعور تک پہنچنے پر نفسیاتی طور پر آپ کو یہ احساس کتنا افسردہ کرتا ہوگا کہ ہمارا سرپرست اول نہیں ہے، لہٰذا ہم کو زندگی کے تقاضوں میں اپنے اوپر بوجھ لینا ہے، اور ہمت بڑھانے والی بات یہ تھی کہ آپ کو اس کے بدل کے طور پر دادا کی سرپرستی ملی جو کہ مشترک سطح کی سرپرستی ہوتی ہے، اسی سے کام چلاتا ہوا، پھر ابھی حالات میں پختگی نہیں آئی تھی کہ ماں کا سایہ مادری بھی نہیں رہا، لہٰذا ماں کی جو فدایانہ شفقت ہوتی ہے وہ بھی آپ کو حاصل نہیں رہی، اب خاندان کے قریبی محبت والوں میں سے شفقت جو مل سکے اسی کی مدد سے آگے بڑھنا تھا، جس کو آپؐ نے خودداری اور حوصلہ

مندی سے گزارا، پھر آپؐ کے وہ محترم چچا جو خصوصی توجہ دے رہے تھے، ان کے معاشی حالات خاصے کمزور تھے، اس کمزوری کی صورت میں معاشرتی اور اجتماعی حالات میں اپنا باعزت مقام بنانا تھا، آپ کو اللہ رب العالمین نے وہ سمجھ اور معاملہ فہمی دی تھی کہ ماحول کی اخلاق آزادی اور اس دور کی بے احتیاطی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو بچائے رکھا اور اس سلسلہ میں انسانی قدروں کو اختیار کیا اور عوامی سطح کی دلچسپیوں سے بچتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا جس کی نمایاں دلیل یہ ہے کہ خاندان کے محترم افراد نے آپؐ کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر آپ کو "الصادق الامین" کے خطاب سے متصف کیا اور اپنی امانتیں محفوظ رکھنے کے لیے آپ کا انتخاب کیا اور حجر اسود کو کعبہ کی تعمیر نو میں اس کی جگہ رکھنے کی سعادت حاصل کرنے پر جب جھگڑا ہوا تو اس سلسلہ میں فیصلہ کرنے کے لیے آپ کے نام پر مطمئن ہوئے، اور آپؐ نے اس خدمت کو ایسے حکیمانہ انداز میں انجام دیا کہ سب کی رعایت رکھی اور اس طرح سب کو مطمئن کردیا کہ اس سے آپ کی دانشمندی اور سب کی رعایت اور خوش عملی ظاہر ہوئی، اور حلف الفضول جیسے معاہدہ کو پسند فرمایا۔

حضرات!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو دشواریوں سے گزرنے پر ہمت وبرداشت اور خودداری کا جو مزاج بن سکتا تھا وہ آپ کو حاصل ہوا، انسانی ترقی اور تمدن کے لیے تعلیم کا ذریعہ جو اثر ڈالتا ہے اور تمدنی مزاج اور اوصاف پیدا کرتا ہے وہ آپؐ کی قوم میں نہیں تھا، اس طرح آپ کو اپنی قوم کے دیگر افراد کی طرح اس سے سابقہ نہیں پڑا، اور مدرسہ واستاد کے اثرات سے جو تمدنی صلاحیتیں حاصل ہوتی ہیں ان سے آپ کی حیات طیبہ کو سابقہ نہیں پڑا، آپ کی حیات طیبہ کا تعلق صرف اپنے معاشرہ کے حالات وخصوصیات تک ہی محدود رہا۔

پھر جب آپؐ چالیس سالہ عمر پختہ عمر کو پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی ذریعہ سے تعلیمی فائدہ ملنا شروع ہوگیا، یہ تعلیمی سلسلہ وحی الٰہی اور کتاب الٰہی کے ذریعہ حاصل ہوا، آپ کی خصوصی تربیت وحی الٰہی کے ذریعہ کی جانے لگی، جس نے آپ کی سیرت کو کامل ترین خصوصیات اور مثالی زندگی والا بنادیا، نبوت ملنے پر جو ذمہ داری آپؐ پر ڈالی گئی، اس نے آپ کے حالات کو بالکل ایک نئے اور سخت ترین ماحول میں ڈال دیا جس کے لیے تحمل، برداشت اور عزیمت کی ضرورت تھی، اس عزیمت وبرداشت سے قبل نبوت کی زندگی کے حالات کی سختی کو جھیلنے، شکست خوردہ نہ ہونے، ضبط نفس وبرداشت کے ذریعہ کم ہمتی اور احساس کمتری سے بالا ہونے کی قوت حاصل کرنے میں آپ کو بڑی مدد ملی، اس کے ساتھ وحی الٰہی کے ذریعہ آپؐ کے دل کو مضبوط کیا جاتا رہا۔

آپ کی اسی بنیادی نشوونما پھر وحی الٰہی کی تربیت کے ساتھ ساتھ خود آپ کو نبوت کی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں جن مختلف حالات سے گزرنا پڑا اور برداشت ودانشمندی کے تقاضوں سے گزرنا پڑا، ان سے بعض وقت طبیعت کو برداشت کی بہت سخت مشکلات سے سابقہ پڑتا تھا، اور طبیعت کو جو غیر معمولی تاثر سے گزرنا پڑتا تھا، اس میں وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کی پوری رہنمائی کی جاتی تھی اس میں آپ کو مایوسی اور دل شکستگی سے بچانے کے لیے بطور مثال ماضی کے گزرے ہوئے انبیاء کرام کے واقعات اور حالات کے ذریعہ تسلی دی جاتی تھی۔

وحی الٰہی کے نزول سے پہلے آپؐ امی تھے، کسی استاد یا مدرسہ میں سبق نہیں لیا تھا، وحی الٰہی کے آغاز کے وقت سے آپ کی حیثیت متعلم کی اور وحی الٰہی کی حیثیت معلم کی ہوئی، اور یہ سلسلہ تعلم وتعلیم کا ۲۳ رسال تک جاری رہا ہے، جس کے نتیجہ میں آپؐ ایسے کامل معلم کے درجہ تک پہنچ گئے جو معلمین کی فہرست میں درجۂ اعلیٰ سے بھی اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اثر سے خود آپ کی اولین صفت معلم کی ہوگئی، ایسا معلم کہ جس نے علم الٰہی کا فائدہ اٹھایا ہو اور اس کو انسانوں تک پہنچایا ہو، گذشتہ نبیوں کی تعلیمات سے آپ کی قوم امی ہونے کی وجہ سے ناواقف رہی تھی، آپ بھی امی قوم کے فرد ہونے کی بنا پر عموماً ناواقف تھے، آپ کو وحی الٰہی کے ذریعہ علم حاصل ہوا، اس سے معاشرہ کے سب انسان ناواقف تھے، گذشتہ نبیوں اور ان کی قوموں کے حالات جن سے ماضی کے انسانوں کے مزاجوں اور ان کے مختلف النوع حالات جن سے واقفیت سے نبوت کے عظیم کاموں میں رہنمائی ملتی ہے اور جو آپؐ کے ذہنی وقلبی تقویت کا باعث تھے، وہ وحی الٰہی نے آپؐ کے سامنے رکھے کہ سخت سے سخت حالات میں ان سے جو اچھی مثال ملتی ہے آپ ان سے اپنے دل کو تقویت دیں اور بہتر سے بہتر نتیجہ کی امید رکھیں، اس سلسلہ میں خاص طور پر حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جن حالات سے گذرے ان کا انطباق آپؐ کے حالات پر خصوصی انداز سے ہوتا ہے۔

حضرات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی کے ذریعہ جو حکم ملتا تھا اس پر عمل کرتے اور کراتے تھے، ان تمام معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ محض حکم دینا نہیں تھا، بلکہ اپنے اصحابؓ کے

ساتھ عملی شرکت اور محبت واخلاق کے ساتھ بات کرنے کا تھا، انہیں بھلائی کی فکر کرنے اور بھلائی کو عام کرنے کے لئے اپنی ذاتی زندگی سے نمونہ پیش کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ پر اس کا اچھا اثر پڑتا تھا، کہ وہ دل وجان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں پر چلتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو اپنی یادداشت میں محفوظ بھی کرلیتے تھے، پھر اس سب کو انہوں نے اپنے بعد میں آنے والوں تک پہونچایا، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اپنے مختلف پہلوؤں کے ساتھ آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ بھی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کتاب قرآن مجید جو بنیادی رہنمائی کے لیے پہلے سے حاصل ہوگئی تھی، تحریری طور پر کتابوں میں آجانے پر آنے والے زمانوں کے لوگوں کے لئے سہل الحصول ہوگئی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق جو اس کے کلام الٰہی میں آیا ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾. [احزاب/۲۱]

(کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے، یہ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے فضل وکرم کی امید قائم کرے اور آخرت اور حساب کے دن کا خیال کرے اور اللہ کو خوب یاد کرے)۔

قیامت تک تمام اہل ایمان کے لیے دستور حیات بن گئی جس کو جاننے اور اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ذمہ داری ان سب انسانوں کے لیے ضروری ہوگئی جو خدا کو مانتے ہوں اور مرنے کے بعد کی زندگی میں نجات چاہتے ہوں اور اپنے خدا کی یاد اپنی زندگی میں بسانا چاہتے ہوں۔

حضرات!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان حالات میں جو آپ کی سیرت میں ملتے ہیں ان میں ایسے حالات بھی پیش آئے جن میں آپ کو اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑا، جن کو تعداد، طاقت اور پوزیشن میں مسلمانوں پر برتری حاصل تھی اور وہ اپنے وسائل کو اس مختصر جماعت کو ختم کرنے کے لیے استعمال کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہے، اس طرح جنگ کے بادل مسلمانوں کے سر پر ہمیشہ منڈلاتے رہے، اپنے دفاع میں مسلمانوں کو تلواروں اور دیگر اسلحہ کو جو بمشکل میسر آئے استعمال کرنا پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مسلح مقابلوں کو جو اپنے دفاع میں تھے بعد میں ان تاریخ نویسوں نے جو اسلام کو قبول کرنے کے لیے راضی نہ ہوسکے، بلکہ اس کی مخالفت کا طریقہ اختیار کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم اور جنگ پسندی کا الزام دیا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی جنگ ایسی نہیں ہوئی جو آپ نے دشمن کی کارروائی کا خطرہ محسوس کیے بغیر محض ملک گیری کے لیے اختیار کی ہو، جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی، کسی خطرۂ جنگ کو روکنے کے لئے کی اور جنگ کے بعد قیدیوں اور دشمنوں کے ساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی اور رحم کا برتاؤ کیا۔

حق کی حفاظت کی کوشش میں جو محنت وکوشش ہو اور اس سلسلہ میں اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا جائے اس کو جہاد قرار دیا گیا، جہاد کے معنی اصل میں جدوجہد کرنے کے ہیں، اس طرح حق کی حمایت اور حق کے نفاذ کیلئے اور بلندی اخلاق کے لیے کوششوں کی مخالفت کرنے والوں سے مسلمانوں کو جو مقابلہ کرنا پڑا اس کے لئے بھی جہاد کے لفظ کو استعمال کیا گیا، لیکن اس کے معنی یہ رکھے گئے کہ یہ جدوجہد حق اور اپنے پروردگار کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو، اپنے ذاتی فائدہ اور غرض مندی کے لیے نہ ہو اور اس راہ میں جو مشقت اور قربانی ہو اس کو برداشت کیا جائے، خواہ امن کی حالت میں ایسی کوشش ہو خواہ جنگ کی حالت میں ہو، لیکن اسلام کے مخالف لوگوں نے جہاد کے معنی ملک گیری اور دنیا طلبی کے لیے طاقت استعمال کرنے کو قرار دیدیا جو کہ بالکل غلط ہے، مسلمانوں کے مخالفوں نے اسی حوالہ سے اسلام کے خلاف اپنی کتابوں میں بہت سخت تبصرہ کیا، حالانکہ جہاد کے سلسلہ میں صاف صاف یہ ہدایت ہے کہ تم صرف اس سے لڑو جو تم سے لڑے اور اس لڑائی میں خدا کو راضی رکھنے کی نیت رکھو اور کسی بے گناہ کو نقصان نہ پہونچاؤ اور محض خواہشِ اقتدار کی بنا پر جنگ نہ کرو، صرف حق کی نصرت اور حفاظت کی ضرورت پڑنے پر جنگ کرو اور بصورت دیگر امن وامان اور صلح پسندی کے طریقے اختیار کرو، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے سب صحابہؓ نے اسی طرح عمل کیا اور پھر اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری جنگوں میں اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں اعلیٰ انسانی کردار اختیار کیا، چنانچہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے دشمنوں کے مقابلہ میں انتہائی کم تعداد میں دشمنوں کی جانیں گئیں۔

البتہ بعد کے زمانوں میں بعض مسلم حکمرانوں سے ان کی اپنی ذاتی سیاسی مصلحتوں کی بناپر اسلام کے مقرر کردہ اصولوں کی پابندی کرنے میں کوتاہیاں بھی ہوئیں، لیکن ان کی جنگوں میں بھی مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کی بہت کم جانیں لیں اور ان کے برعکس ان کے دشمنوں نے مسلمانوں کو بڑی تعداد میں مارا اور

شہید کیا، اس کے برعکس مسلمانوں کے ہاتھوں جو دشمن مارے گئے ان کی تعداد بہت کم ہے جیسا کہ خود دشمن کے قلم سے لکھی گئی کتابوں میں درج ہوئی ہے، بہر حال کسی حکمراں نے اگر کچھ زیادتی کی ہو تو یہ اس کا ذاتی عمل قرار دیا جائے گا، اس کا الزام اسلام اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا جاسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے طریقہ پر عمل کرنے والوں کے اس سلسلہ کے بھی بلند اخلاق اور اعلی کردار کو سیرت و کردار کے غیر جانب دارانہ مطالعہ سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں متعدد اسلام مخالف مؤرخین نے جو غلط فہمی پیدا کی اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام کو مخالفانہ انداز میں پیش کیا اس سے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان ایک خلیج حائل ہوگئی، اسلام کی صحیح تصویر پیش کر کے غلط فہمیاں دور کی جاسکتی ہیں جس کی اس زمانہ میں خاص طور پر بڑی ضرورت ہے۔

حضرات!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن حالات سے گزارا گیا وہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی، وہ تو حکمت الٰہی تھی، کہ آپؐ میں سخت سے سخت حالات جھیلنے کی صلاحیت پیدا ہو، تاکہ نبوت کا بار عظیم اٹھا سکیں جو سخت دباؤ اور برداشت کا کام ہے، چنانچہ نبوت کی ذمہ داری ملنے کے بعد آپ کو سخت ترین حالات سے سابقہ پڑا، اور نبوت کا مکی دور جو اول اور بنیادی دور ہے، دعوت و تربیت کے دور کی حیثیت سے سامنے آیا کہ غیروں کو دعوت اور اپنوں کو تربیت دینے کے حالات پیش آئے، بقول شخصے نبوت کے مکی دور کے تیرہ سال انسانی عمر کے ابتدائی تیرہ سال سے مشابہ تھے، کہ جس مدت میں انسان کی بنیادی تشکیل ہوتی ہے اور بعد کی زندگی کے لیے وہ اپنی کارکردگی اور کامیابی کے لحاظ سے خصوصیت اور صلاحیت بناتا ہے، اس میں ماں باپ اور اساتذہ کا بڑا رول ہوتا ہے وہ رول آپ کو نبوت کے بنیادی مرحلہ میں وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل ہوا، اس تیرہ سالہ مدت میں آپ کو سخت حالات سے سابقہ پڑا جو بعض بعض موقعوں پر ایسے ثابت ہو رہے تھے کہ آپ کی برداشت سے باہر ہو جاتے خاص طور پر جب پہلی وحی آپ پر آئی تو وحی کی جو طاقت اور بوجھ تھا وہ آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کا دل وحی کی طاقت سے باہر آجائے گا، جس کا ذکر آپؐ نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہؓ اور ان کے قریبی عزیز ورقہ بن نوفل سے کیا اور انہوں نے آپؐ کو تسلی دلائی، اسی طرح جب شروع کے تین سال کی خاموش دعوت کے بعد کھلے اور چیلنج کرنے والے مرحلہ میں آپ داخل ہوئے تو معاشرہ کی طرف سے آپؐ پر جو سخت ردو قدح شروع ہوئی وہ آپؐ جیسے نیک طینت شخص پر بہت بھاری پڑی جس میں آپؐ کے چچا ابو طالب اور اہلیہ محترمہ نے کسی حد تک مدد کی۔ اور آپ کی دعوت قبول کرنے والوں کو بھی سخت حالات سے سابقہ پڑا جس پر دس سال گذرے اور متعدد حضرات کے برداشت سے باہر ہوئے، یہ عرب تھے اور عربوں کا مزاج مخالف کی مخالفت برداشت کرنے کا نہیں تھا، وہ اپنی شکست برداشت نہیں کر سکتے تھے چاہے جان دیدیں یا جان لے لیں، لیکن دعوتی کام کا تقاضہ مخالف کی مخالفت برداشت کرنے کا رہا ہے، اور اللہ کی طرف سے ان سب کو "کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوْا الصَّلاۃَ" کی تلقین تھی کہ ہاتھ روکے رکھو یعنی کسی ظلم وزیادتی کا جواب نہ دو، اور اپنی تسکین کے لیے دربار الٰہی میں حاضر رہو یعنی نماز پڑھو، اس سے ایک طرف دعوت کے کام پر انسانی کشمکش اور مقابلہ کا جو سیاسی انداز ہوتا ہے اس کا الزام نہیں آئے گا اور جب کوئی غیر جانب دار ہو کر ذرا سوچے گا تو سمجھے گا کہ یہ لوگ مخلص اور خیر خواہ ہیں، اور طالب جاہ اور شخصی مفاد کے طلبگار نہیں ہیں، دوسرے یہ کہ کام کرنے والے ایسے مضبوط اور ایمانی شخصیت کے حامل بنیں گے کہ اللہ کی رضا اور اسکے حکم پر اپنی پسند اور ضرورت کو قربان کر سکتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بات صرف وعظ ونصیحت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک آدمی پر آزمائشی حالات پیش نہیں آتے اس میں قربانی کی طاقت پیدا نہیں ہوتی، چنانچہ مکی دور کے اندر جو ایمانی معاشرہ تیار ہوا وہ تاریخ کا منفرد معاشرہ تھا، سیکڑوں وہزاروں آدمی ایسے پختہ ایمان کے بن گئے کہ اپنی ہر مرضی سے بڑھ کر اللہ کی رضا کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے والے بنے اور یہی معاشرہ پھر مدینہ منورہ پہنچ کر پورے اجتماعی نظام کو پختہ ایمان اور مقصد کے لئے انتہائی قربانی دینے والا بن گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اپنے حالات کے ساتھ مثالی شخصیت بن گئی جو قیامت تک مثالی رہے گی کہ دعوت کے کام میں مخالف کی مخالفت برداشت کرنا اور اپنے شخصی مفاد اور اپنی ذاتی وجاہت کو قربان کر دینا دعوتی کام کے لئے بنیادی اصول رہے گا۔

آج ملت اسلامیہ کو علاقائی اور عالمی سطح پر جو حالات درپیش ہیں، ان میں سیرت نبوی کے منہج دعوت واصلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اور مخالفت وٹکراؤ سے بچتے ہوئے دعوتی کام کرنے کی ضرورت ہے، اور خاص طور پر موجودہ حالات میں آپ کی حیات طیبہ کے مکی دور کے نہج کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ اس سے مسائل حل کرنے اور ٹکراؤ وکشمکش کو ختم کرنے میں خصوصی رہنمائی ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆

عروج و زوال

طاقت کا غرور

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

ہم اس وقت ایک ظالم اور متکبر بادشاہ کے سامنے ہیں، ایک ایسے سرکش حکمراں کے سامنے جس کی آنکھوں پر تکبر وسرکشی کی غلیظ چادر چڑھی ہوئی ہے اور جو اپنی حماقت اور کند ذہنی کی وجہ سے خدائی کا دعویدار ہے اور "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کا اعلان کر رہا ہے، یہ اپنے وقت کا سب سے بڑا سرکش اور ظالم ومتکبر بادشاہ فرعون ہے۔

فرعون سرزمین مصر کا حکمراں، جس نے پوری قوم کو غلام بنا رکھا ہے اور رعایا کو انتہائی بے دست وپا سمجھ کر ذلت وغلامی کے بندھن میں جکڑنا چاہتا ہے، وہ فرعون جو اشرف المخلوقات انسان کو جانور سے زیادہ حیثیت دینے کو تیار نہیں، اور جس نے دنیا میں اپنے زمانے کی سب سے عظیم امت اور اپنے وقت کی بلند وبرتر قوم بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لیے قعر مذلت میں ڈھکیل دینے کے لیے پوری قوت صرف کر دی ہے، وہ ایک نبی کی اولاد کو ذلیل ورسوا کرنا چاہتا ہے، اور اس کے لئے وہ اپنے آخری حربہ کو استعمال کر رہا ہے۔

لیکن اللہ تعالی کو فرعون کی یہ سرکشی، اس کا استکبار اور اس کی حماقت پسند نہیں آئی، اس نے چاہا کہ اس قوم کو عزت وبلندی کے اس مرتبہ پر قائم رکھے جو ان کا حق تھا اور غلامی اور ذلت کی تاریکیوں سے نکال کر ایک ایسی روشنی ان کو عطا کرے جو رہتی دنیا تک باقی رہے، اور جو آنے والی قوموں کے لیے مشعل ہدایت بن سکے، چنانچہ اس روشنی کا سب سے پہلا نور اسی قوم کے ایک نومولود بچے کو اللہ تعالی نے عطا فرمایا، جن کا نام موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہے۔

موسیٰؑ مختلف آزمائشوں اور امتحانات سے گذرنے کے بعد اب نور نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہیں، وہ فرعون سے مقابلہ کرنے کے جذبے سے سرشار ہیں، ظلم وتکبر کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہیں اور انسان کو اس کے حقیقی مرتبہ پر واپس لانے اور غلامی کی زنجیر سے نجات دلانے کے لیے پوری طرح کمربستہ، اللہ تعالی نے ان کو نبوت کی امانت عطا فرمائی اور ہر موقع پر اپنی مدد ان کے ساتھ رکھی، اور بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی اور اپنی پوری مدد کا ان کو یقین دلایا۔

یقین کی بے پناہ قوت اور ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ظالم فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس سے قوم کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا، ایمان کی دعوت دی اور خدائے واحد کو معبود ماننے کا مطالبہ کیا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ جرأت دیکھ کر کہا کہ اے موسیٰ! کیا تم وہی شخص نہیں ہو جس کی ہم نے بچپن میں پرورش کی اور تم ایک مدت تک یہاں مقیم رہے، اس کے باوجود جو کچھ تم نے کیا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، بلکہ وہ سراسر کفران نعمت ہے، احسان ناشناسی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے تلخ لہجے میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو تم نے غلام بنالیا، یہی وہ تمہارا احسان ہے جسے تم جتا رہے ہو، اے اللہ کے بندوں کو غلام بنانے والے ظالم حکمراں! تو نے میری قوم کو غلام بنایا، ان کو حقیر سمجھا اور طرح طرح سے ان کی توہین کی، کیا یہی تیرا وہ عظیم احسان ہے جو تو یاد دلا رہا ہے اور احسان مند ہونے کا مطالبہ کر رہا ہے؟!

حضرت موسیٰؑ کی حق گوئی سے فرعون کا دربار گونج اٹھا، اور فرعون کی خدائی لاجواب ہو کر رہ گئی۔ لیکن سلطنت کے غرور اور عزت وعظمت کے نشہ نے فرعون کے اندر انتقام کی آگ بھڑکا دی، اس کے درباریوں نے اس آگ کو مزید ہوا دی، لوگوں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو اسی طرح چھوڑ دیں گے، تاکہ وہ زمین میں فساد برپا کریں اور وہ آپ اور آپ کے معبودوں سے منہ موڑ لیں۔

فرعون نے جواب دیا کہ وہ دن دور نہیں جب کہ ہم ان سے اس کا انتقام لیں گے اور ان کی عورتوں کو چھوڑ کر ان کے تمام مردوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور ان کو ہماری بالادستی کے سامنے جھکنا پڑے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعون کی یہ دھمکی سن کر گھبرا گئی، حضرت موسیٰؑ نے ان کو اطمینان دلایا اور ان سے کہا کہ تم لوگ اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو اور یہ بھی یاد رکھو کہ زمین اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہے اس کا وارث بنائے اور نیک انجام تو ہمیشہ اللہ سے ڈرنے والوں کا رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ایمان کی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ فرعون کے جادوگروں نے جو خالص فرعون کے پروردہ اور اس کی رعایا تھے، اور فرعون کی خدائی اور اس کی ربوبیت کے معترف تھے اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ

کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہوکر آئے تھے، انہوں نے بھی مقابلہ کی تاب نہ لاکر فرعون کے بھرے دربار میں صاف صاف اعلان کردیا کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے۔

"وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ، قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ". [اعراف/۱۲۰-۱۲۲] (جادوگر سجدے میں گرگئے اور انہوں نے کہا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے)۔

فرعون یہ کیفیت دیکھ کر غصے سے پاگل ہوگیا اور اس نے جادوگروں کو دھمکی دی کہ تم نے اس شہر کے لوگوں کو نکالنے کی سازش کی ہے تو اس کا انجام تم کو بھی معلوم ہوجائے گا۔ تمہارے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھادوں گا۔

ایمان لانے والے جادوگروں نے نہایت بہادری اور جرأت کے ساتھ صاف صاف یہ اعلان کردیا کہ:

"فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ". [سورۂ طٰہٰ/۷۲، ۷۳] (تم کو جو کچھ کرنا ہو کرلو زیادہ سے زیادہ تم ہماری اس دنیاوی زندگی کا خاتمہ کردو گے، ہم اپنے رب پر ایمان لاچکے تاکہ وہ ہماری خطاؤں کو اور تم نے جس جادو پر ہمیں مجبور کیا اس کو معاف فرمادے اور اللہ ہی بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے)۔

اس کے بعد فرعون کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں، یہ مختصر سی کہانی ہے ایک ابھرتی ہوئی قوم کے مٹنے اور مٹی ہوئی قوم کے ابھرنے کی، جو عبرتوں سے لبریز ہے اور جس میں قوموں کے عروج و زوال کی پوری تاریخ موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

دین کامل

اسلام مکمل دین اور مستقل تہذیب

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

ہم مسلمانوں پر خدا کا یہ کرم کتنا بڑا ہے کہ ہم کو ایک مکمل دین عطا فرمایا ہے اور دین کی تکمیل کرنے پر یہ آیت نازل فرمائی: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا". یعنی آج کے دن تم سب پر تمہارا دین میں نے مکمل کردیا اور اپنی نعمت کو پورا کردیا اور اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک حکم پہونچایا، خدا نے احکام کو اتارنے میں کمی کی نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکام کو پہونچانے میں کوتاہی کی، پھر صحابہ کرامؓ نے اور امت کے علماء فقہاء اور محدثین نے دین کی تفصیلات اور احکام خداوندی کی تشریحات میں بڑی فیاضی کا معاملہ کیا، چودہ سو برس سے ہر ملک میں پیچیدہ مسائل پیش آئے، اور احکام خداوندی کی روشنی میں ان کو حل کیا گیا اور کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آئی، لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس دور میں یہ مسئلہ اٹھایا جارہا ہے اور ان کی طرف سے اٹھایا جارہا ہے جن کو نہ دین کا علم ہے اور نہ اللہ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے کہ اس دور کے مطابق خدا کے احکام کو ڈھالا جائے اور جو مسائل اس دور کے مسائل سے ہم آہنگ نہ ہوں ان کو بدل دیا جائے۔

کتنی بڑی سازش ہے، قرآن کریم کو بدلنے اور اس کے احکام کو توڑنے کی، بات یہ ہے کہ ایک قرآن کریم ہی ہے جو پوری طرح محفوظ ہے، تحریف سے مبرا ہے، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کی آیت، کوئی سطر، کوئی جملہ بھی ایسا نہیں ہے جس کو بدلا جاسکتا ہے، وہ خدا کا کلام ہے، کسی بندے کی مجال نہیں ہے کہ ایک نقطہ بھی گھٹا بڑھا سکے، آج آسمانی کتابیں بدل دی گئی ہیں اور ہر زمانے کے لحاظ سے ان میں تبدیلی ہوئی ہے، یہ دوسری قوموں اور ان مسلمانوں کو کھٹکتی ہے، جو ایمان سے خالی ہیں کہ قرآن کریم کیوں ابھی تک صحیح سالم ہے، ان کو یہ بات محسوس ہوئی ہے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور احادیث کو کیوں اتنا محبوب سمجھتے ہیں کہ ہر قدم اس کی روشنی میں اٹھانا چاہتے ہیں، جب کہ دنیا بدل گئی اور ہر قوم نے اپنے دین کو کھلونا بنادیا ہے۔

اس لیے وہ سب چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ شعار مٹ جائے اور ان کا یہ امتیاز ختم ہوجائے، اس بنا پر ان کا مطالبہ ہے کہ اسلامی احکام میں تبدیلی کی جائے، اصول شریعت میں ترمیم کی جائے، افسوس تو یہ ہے کہ ان کے ہم نوا بعض تجدد پسند مسلم حضرات اور خواتین بھی ہیں اور وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اسراء و معراج

رجب المرجب- رفعت وسروری کا امین

مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

رجب المرجب کا مہینہ مہتم بالشان مہینوں میں سے ایک ہے، اسلامی تقویم کے اشہر حرم (رجب المرجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام) میں اس کو اولیت حاصل ہے، اسلام سے پہلے جب اس مہینہ کا چاند نظر آتا تو اہل مکہ اور دیگر قبائل عرب اپنی خوشی و مسرت کا اظہار اس مہینہ کی آمد پر ایک خاص قسم کی قربانی کے ذریعہ کرتے تھے، جس کو عتیرہ یا رجبیہ کہا جاتا تھا، ترمذی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ اس میں دور جاہلیت کے عمل سے مشابہت بھی تھی اور سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس مہینہ کی تعظیم مقصود ہوتی تھی اور عظمت و تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا ہے، لہٰذا اسلام نے ممانعت کردی، لیکن ترمذی شریف کی ہی ایک دوسری روایت میں عتیرہ یا رجبیہ یعنی رجب میں جانور ذبح کرنے کا حکم ہے اور راوی کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر ایسا کچھ فرمایا تھا، لہٰذا بعض ائمہ اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور حصول برکت کی غرض سے اس مہینہ میں جانور ذبح کرسکتے ہیں، البتہ واجب نہیں ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس مہینہ کو حصول برکات میں ایک خاص مقام حاصل ہے، اور یہ مہینہ برکتوں کا ہے، اور کیوں نہ ہو، اس مہینہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تحویل قبلہ کا حکم نازل فرمایا:

"عن ابن عباس قال صرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشام الى القبلة فصلى الى الكعبة في رجب على رأس سبعة عشر شهراً من مقدمه المدينة" ۔[رواه الطبرانی] (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ (نماز میں) شام سے قبلہ کی طرف پھیر دیا گیا، تو آپ نے مدینہ منورہ اپنی آمد کے سولہ سترہ مہینہ پر رجب کے مہینہ میں خاص کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی)۔

اور اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہوئی، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" ۔[سورہ بقرہ]

اسی مہینہ میں کائنات کا وہ عظیم واقعہ بھی پیش آیا جسے اسراء اور معراج کہا جاتا ہے، اسراء کے معنی رات میں لیجانے اور معراج کے معنی عروج کے ہوتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں ہدایت کی ساقی گری کرتے ہوئے بارہ سال ہوچکے ہیں لیکن اہل مکہ کا معاملہ مخاصمانہ ہے، اور دن بدن آپ کی دعوت کے سلسلہ میں ان کا رویہ سخت سے سخت ہوتا جارہا ہے، داعی اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے ان کی چراغ پائی اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ آپ کی شمع حیات بجھانے کے درپے ہیں، کون سی تدبیر ہے جس کو وہ آزما نہ رہے ہوں، کون سی سازش ہے جو رچی نہ گئی ہو، کفار قریش بائیکاٹ کا طویل اور صبر آزما معاملہ بھی کرچکے ہیں، ان سب حالات میں آپ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب آپؐ کے لیے تسکین کا ذریعہ اور بہترین سہارا تھے، لیکن اب یہ سہارے بھی رخصت ہوگئے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان حوادث کا اتنا شدید تاثر ہے کہ اس سال کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غموں کا سال "عام الحزن" سے تعبیر کیا ہے، اہل مکہ کی چشمک اور بھی بڑھ گئی، گویا اہل زمین نے اس گوہر شب تاب کی جب ناقدری کی تو آسمان والوں نے پذیرائی کے لیے پلکیں فرش راہ کردیں، اور باختلاف روایت اسی مہینہ کی ستائیسویں شب کو مسجد حرام سے اس نورانی سفر کا آغاز ہوا:

"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى"۔ [سورہ بنی اسرائیل]

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اس موقع پر لکھا ہے:

"جب اسلام کی سخت اور پرخطر زندگی کا باب ختم ہونے کو تھا اور ہجرت کے بعد سے اطمینان و سکون کے ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا تھا تو وہ شب مبارک آئی اور اس شب مبارک میں وہ ساعت ہمایوں آئی جو دیوان قضا میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر ملکوت کے لیے مقرر تھی اور جس میں پیش گاہ ربانی سے احکام خاص کا اجراء اور نفاذ عمل میں آنے والا تھا، رضوان جنت کو حکم ہوا کہ آج مہمان سرائے غیب کو نئے ساز و برگ سے آراستہ کیا جائے کہ شاہد عالم آج یہاں مہمان بن کر آئے گا، روح الامین کو فرمان پہونچا کہ وہ سواری جو بجلی

سے زیادہ تیز گام اور روشنی سے زیادہ سبک خرام ہے اور جو خطہ لاہوت کے مسافروں کے لیے مخصوص ہے، حرم ابراہیم (کعبہ) میں لے کر حاضر ہو، کارکنان عناصر کو حکم ہوا کہ مملکت آب وخاک کے تمام مادی احکام وقوانین تھوڑی دیر کے لیے معطل کردیے جائیں اور زمان ومکان، سفر واقامت، رویت وسماعت، تخاطب وکلام کی طبعی پابندیاں اٹھالی جاتی ہیں"۔[سیرۃ النبیؐ]

معراج کے مشاہدات کی جلوہ انگیزی اور آیات ربانیہ کی نیرنگیوں کو قریب سے آپؐ نے دیکھا، اسی موقع پر پنجوقتہ نماز فرض ادا کی گئی، اور جلوۂ ربانی سے آپؐ شادکام ہوئے، جلیل القدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقاتیں ہوئیں اور بیت المقدس میں آپؐ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی، جس میں یہ اشارہ تھا کہ اب منصب قیادت امامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے ذریعہ آپ کی امت کو اس روئے زمین پر حاصل ہوگا۔

اس اعتبار سے ہمیں اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہیے اور رجب کا چاند دیکھتے ہی ہمیں ان واقعات کو ذہن میں تازہ کرکے تھوڑی دیر کے لیے سوچنا چاہیے کہ یہی وہ مہینہ ہے جس امامت وقیادت کے منصب پر اس امت کو فائز کیا گیا ہے، پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ یہ سرفرازی کس عنوان سے دی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ نماز ہے اللہ کی اطاعت اور امتثال، اوامر الٰہی کا جذبہ اور عمل ہے اگر یہ نہیں تو نسبتوں کی کوئی قدر نہیں، بنی اسرائیل انبیازادے تھے، اس قومی نسبت کے باوجود انھیں اس مقام رفیع سے اسی لیے معزول کیا گیا کہ انہوں نے اطاعت وعبادت سے پہلوتہی کی تھی۔

لہٰذا اگر آج ہم اس مہینہ میں اپنے اندر طاعت کا جذبہ پیدا نہ کرسکے تو ہمارے لیے بڑی محرومی کی بات ہوگی، بلکہ افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ بعض ایسی خرافات اس مہینہ میں ثواب کی امید میں مسلم گھرانوں میں کی جاتی ہیں جن کا قرآن وسنت سے ثبوت نہیں ملتا ہے، بعض جگہوں پر ستائیسویں رجب کو ایک مخصوص نماز پڑھی جاتی ہے، بعض علاقوں میں عورتیں بہت شوق سے ۲۷/رجب کا روزہ رکھتی ہیں، جسے ہزاری کا روزہ کہا جاتا ہے، اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک روزہ کا ثواب ایک ہزار روزہ کے برابر ہے، اور بعض گھرانوں میں بلکہ بہار اور بنگال کے اکثر علاقوں میں کونڈے کی ایک رسم جاری ہے جو اسی مہینے کی بائیس تاریخ کو ہوتی ہے، جس میں بڑے اہتمام کے ساتھ ٹکیاں تیار کی جاتی ہیں اور گھر کے اندر اس پر حضرت جعفر صادقؒ کے نام سے نیاز دلائی جاتی ہے، اور پھر وہیں پر لوگوں کو بلاکر کھلایا جاتا ہے، اس میں اس کا اہتمام بھی ملحوظ ہوتا ہے کہ اس کا دھواں بھی باہر نہ دکھائی دے، اصل میں شیعوں نے حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں ایسا کیا تھا، اور گرفت سے بچنے کے لیے حضرت جعفر صادقؒ کا نام دے دیا تھا، حالانکہ حضرت جعفر صادقؒ کی وفات شوال ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء میں ہوئی ہے۔

۲۲/رجب ۶۰ھ میں ستر سال کی عمر میں حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ہوئی تھی، اس لیے اہل سنت والجماعت کو اس رسم سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے اور شماتت اعداء کا موقع نہیں دینا چاہیے، اور یوں بھی نیاز کی موجودہ شکل کا ثبوت شریعت مطہرہ میں موجود نہیں ہے، لہٰذا اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے، ورنہ اعمال کے اکارت ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة". (بدترین کام بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بدعتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ہندی ماہنامہ "سچا راہی"

آج کل ہمارے ملک کے عصری تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اکثریت صرف ہندی جانتی ہے، ایسے بھائیوں میں اسلامی ثقافت، اسلامی اخلاق اور دینی معلومات عام کرنے کے لیے ندوۃ العلماء نے ہندی ماہنامہ **"سچا راہی"** جاری کیا ہے جو بارہ برسوں سے یہ خدمت انجام دے رہا ہے، **"تعمیر حیات"** کے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے ہندی دانوں میں اس کا تعارف کراکر خریدار بننے کی ترغیب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

"سچا راہی" کا سالانہ زر تعاون -/150 روپے ہے۔

رابطے کے لیے:

منیجر "سچا راہی" ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر 93 لکھنؤ۔ پن نمبر 226007

فون نمبر: 2740406 - 0522

عالم اسلام

الاخوان المسلمون۔ قوت کا اصل راز

عبدالغفار عزیز

مغرب نے اسلامی تحریکوں کے لیے 'سیاسی اسلام' کی اصطلاح گھڑ رکھی ہے۔ اس کے بقول یہ اسلام کی سب سے خطرناک قسم ہے۔ لیکن اسلامی تحریک کے کارکن بھی عجیب ہیں، سنگین سیاسی بحران عروج پر ہے۔ خونی فوجی انقلاب دن رات قتل عام کررہا ہے، ۲۱/ہزار سے زائد کارکنان جیلوں میں ہیں، نام نہاد عدالتیں آئے روز طویل قید کی سزائیں سنا رہی ہیں لیکن مصر کی طالبات نے نئی مہم شروع کردی ہے۔ مہم کا عنوان ہے: "صلاة الفجر بداية النصر"، (نماز فجر آغاز نصر)۔

طالبات کے بقول: 'فرعون سیسی کے خلاف ہماری ساری تحریک اللہ کی خاطر ہے، اللہ کو منائے بغیر اس کی نصرت شامل حال نہیں ہوسکتی۔ "طالبات ضد الانقلاب" نامی طالبات تحریک نے اپنی نئی مہم کے لیے مختلف اسٹکر، پٹیاں، پوسٹر اور پمفلٹ تیار کیے ہیں اور وہ فرداً فرداً تمام طالبات سے وعدہ لے رہی ہیں کہ نماز فجر کا خصوصی اہتمام کریں گی، جس کا مطلب ہے کہ باقی نمازیں بدرجۂ اولیٰ ادا ہوں گی، اس مہم کی ایک ذمہ دار تسنیم السید کے بقول ہماری مہم توقع سے بھی زیادہ کامیاب ہورہی ہے، اور طالبات کے ذریعے ہمارا پیغام ان کے اہل خانہ تک بھی پہنچ رہا ہے۔

مصر کے پہلے منتخب جمہوری صدر محمد مرسی کو ایک سالہ اقتدار کے بعد ہی رخصت کرتے ہوئے، قابض خونیں جرنیلوں نے پورا ملک خاک وخون میں نہلا دیا ہے۔ مصری عوام کی اکثریت اس فوجی انقلاب کو مسترد کررہی ہے، گذشتہ تقریباً نو ماہ میں کوئی ایک روز بھی ایسا نہیں گزرا جس میں انقلاب مخالف مظاہرے نہ ہوئے ہوں، جنرل سیسی نے اپنے پیش رو مصری حکمرانوں کی طرح نہتے شہریوں کو کچلنے کے لیے ہر ہتھکنڈے آزما کر دیکھ لیے ہیں۔ لیکن ہر ظلم اور ہر جبر عوامی تحریک کو مزید توانا کرنے کا ذریعہ ہی بن رہا ہے۔ سب تجزیہ نگار حیرت زدہ ہیں کہ ۸ ہزار کے قریب شہداء پیش کرکے بھی اخوان کیوں کر میدان میں کھڑے ہیں۔ "صلاة الفجر بداية النصر" ہم اس حیرت واستفسار کا ایک واضح جواب ہے۔ یہی مہم نہیں، اخوان کی پوری تاریخ اور پوری تحریک ہی اس تعلق باللہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امام حسن البناءؒ کی یہ ہدایت ہے کہ ہمارا ایک روز بھی اللہ کی کتاب سے ملاقات کیے بغیر نہ گزرے۔ ہر کارکن نے مضبوطی سے پلے باندھ رکھی ہے۔ اخوان کے کارکنان نے یہ بھی ثابت کردیا کہ وہ قرآن کریم کو دل کی نگاہوں سے پڑھتے اور عمل میں ڈھال دیتے ہیں۔ پھر یہی قرآن ہر ظلم کے مقابلے میں ان کی ڈھال بن جاتا اور انھیں ثابت قدم رکھتا ہے۔

گذشتہ تین سالہ عرصے میں اخوان کے بیانات، مضامین، مظاہروں اور اجتماعات میں ہر طرف یہی قرآنی رنگ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

جامعہ ازہر کے طلبہ کا یہ بیان ملاحظہ فرمایئے، ۲۲ مارچ کو جاری ہونے والے بیان کا عنوان ہے: "سنحاجحكم بكل ما اقترفتموه في دنياكم واخراكم" ہم دنیا وآخرت میں تم سے تمہارے جرائم کا حساب لیں گے۔" یہ بیان جامعہ ازہر کے ۱۶ طلبہ کو تین تین سال قید کی سزا سنائے جانے کے بعد جاری کیا گیا ہے۔ ان طلبہ پر الزام تھا کہ انھوں نے جامعہ میں مظاہرہ کیا۔ طلبہ اپنا مذکورہ بالا بیان دے کر گھر نہیں بیٹھ گئے۔ یہ بیان بھی ایک نئے مظاہرے کے دوران دیا گیا، اس دوران جامعہ ازہر طلبہ یونین کے قائم مقام صدر (صدر گرفتار ہے) نے عدلیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ اشعار بھی پڑھے کہ:

اذا جار الأمير وحاجباه
وقاضي الأرض أسرف في القضاء
فويل ثم ويل ثم ويل
لقاضي الأرض من قاضي السماء

(جب حکمراں اور اس کے مصاحب ظلم ڈھانے لگیں، اور دنیا کے جج بے انصافی پر اتر آئیں، تو پھر دنیا کے ججوں کے لیے منصف کائنات کی طرف سے ہلاکت ہے، ہلاکت ہے، ہلاکت ہے)۔

۲۱ ہزار سے زائد جو بے گناہ کارکنان جیلوں میں عذاب واذیت جھیل رہے ہیں، وہ بھی اسی عزم ویقین سے سرشار ہیں، ذرا اخوان کے رکن اسمبلی حمدی اسماعیل کو دیکھیے، وہ خود بھی گرفتار ہیں اور ان کا بیٹا ایک دوسری جیل میں پابند سلاسل ہے۔ حال ہی میں ان کے دوسرے بیٹے کو حکومتی سرپرستی میں اغوا کرلیا گیا اور رہائی کے لیے ۸۰ لاکھ پاؤنڈ (تقریباً سوا ارب روپے) تاوان کا مطالبہ کیا جارہا

ہے۔ حمدی اسماعیل نے اسی دوران کسی طرح اپنا تحریری پیغام اہل خانہ کو بھجوایا ہے، لکھتے ہیں:

”عزیز رفیقۂ حیات! امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ہمیں یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزما رہا ہے، وہ ہمیں گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہے، اور ہمیں دنیا ہی میں اس وعدے سے نواز رہا ہے کہ آخرت کی منزل بہت خوب ہوگی، پروردگار ہم بندوں پر خود ہم سے بھی زیادہ مہربان ہے، وگرنہ وہ اپنے انبیائے کرام کو بھی آزمائشوں میں کیوں مبتلا کرتا، ذرا ان آیات کی تلاوت کر کے دیکھو: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ ...... [ص:۳۸/۴۱،۴۹]۔

اب آپ بھی ارادوں کو مضبوط کرلیں اور جدو جہد تیز کردیں تاکہ ہم اپنی آزمائش میں سرخرو ہوسکیں، یہ زندگی، اصل زندگی کا صرف ایک منظر ہے، اس میں ہمیں اپنی بہترین پونجی آخرت کے لیے پیش کرنا ہے، یقیناً اللہ ہی کا فیصلہ غالب رہے گا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں“۔

یہ کوئی اکلوتا خط یا اکلوتا اظہار نہیں، ہر کارکن اور ہر اسیر اسی جذبے سے سرشار ہے۔ ایک اسیر کے یہ جملے ملاحظہ کیجیے جو وہ اپنے معصوم بیٹے کے نام خط میں لکھ رہے ہیں:

”جان پدر! ذرا سوچو اگر میں اس تحریک میں گرفتار نہ ہوتا اور خدانخواستہ کسی ٹریفک حادثے کا شکار ہو جاتا، یا کوئی بیماری مجھے آن لیتی، تو اس صورت میں بھی صبر ہی کرنا پڑتا، یاد رکھو کہ ہمیں بہرصورت اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا ہے، ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ اس کے فیصلوں کے سامنے سرتسلیم خم کرنا ہی آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنے گا، تمہیں اپنے آپ کو ایک ذمہ دار انسان ثابت کرنا ہے۔ قرآن کی تلاوت کبھی نہ چھوٹے، نماز باجماعت ادا ہو، اپنی والدہ کو خوش رکھیں اور اس آزمائش میں ان کے معاون بنیں، اصل مردانگی کردار واخلاق کا نام ہے۔ اگر اس کڑے وقت میں بہادری نہ دکھائی تو آخر کب اس کا موقع آئے گا۔ اللہ سے ہر دم مدد طلب کرتے رہو اور کبھی کسی کمزوری کو قریب نہ پھٹکنے دو“۔

ظلم وجبر کے مقابلے میں اخوان کی ثابت قدمی پر حیرت کا اظہار کرنے والوں کو ان کی قوت کا یہ اصل راز معلوم ہے، لیکن ہر فرعون کی طرح اقتدار کا نشہ انہیں بھی اس غلط فہمی کا شکار کیے ہوئے ہے کہ: ”سب کو تہ تیغ کردیں گے، میرا اقتدار ہی میری قوت رہے گا“۔

اخوانی کارکنان کا موسوی کردار جب ان کی چالوں کو بودا ثابت کرتا ہے، تو ظلم وتشدد پاگل پن کی آخری حدیں جا چھوتا ہے۔ پہلے تو اخوان کو دہشت گرد اور غیر قانونی قرار دیا تھا، اب فلسطین کی تحریک حماس کو بھی دہشت گرد قرار دے دیا گیا ہے، مصر کے ساتھ ساتھ اہل غزہ پر غصہ اتارنے کی سعی لاحاصل میں تیزی آگئی ہے، ماہ رواں کے دوران بھی غزہ کے حدود سے متصل کئی کلومیٹر کا علاقہ خاک میں ملا دیا گیا ہے، اسرائیل اور اس کے عالمی سرپرستوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لیے پورے سرحدی علاقے کے رہائشی علاقوں کو بارود سے اڑا کر بلڈوزر چلا دیے گئے ہیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مصری انتظامیہ گذشتہ چند ماہ میں ۱۳۵۰ سے زائد سرنگیں تباہ کر چکی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل غزہ کی زندگی کی ڈور انھی سرنگوں سے بندھی ہے، ساتھ ہی ایک عدالتی فرمان کے ذریعے مصر میں موجود حماس کے تمام 'اثاثہ جات' ضبط کرلینے کا اعلان کر دیا گیا، حماس کے ترجمان نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”سیسی انتظامیہ اب ذرا ان اثاثہ جات کا اعلان بھی کردے کیوں کہ ہمارے علم کے مطابق وہاں ہمارے کوئی اثاثہ جات ہیں ہی نہیں“۔ گویا کہ مصری فرمان کا اصل ہدف صہیونی ریاست کو خیرسگالی کا پیغام دینا ہی تھا۔

جنرل سیسی کے اقتدار کو استحکام ودوام بخشنے کے لیے ابتدائی ایام ہی سے ایک مہم یہ شروع کردی گئی تھی کہ اب اس مدار المہام کو منصب صدارت بھی سنبھال لینا چاہیے، کئی بار تو ایسی فضا بنا دی گئی کہ اعلان صدارت گویا اب چند روز کی بات ہے، لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر ابھی تک مصری عوام پر یہ احسان عظیم نہیں کیا جاسکا، مصری اور مغربی تجزیہ نگار اس کی کئی وجوہات بتاتے ہیں۔ ان تجزیوں کا مشترک نکتہ یہی ہے کہ خود حکمراں ٹولے میں بھی اس بارے میں گہرے اختلافات پائے جاتے ہیں، صدر منتخب ہونے کے لیے جنرل سیسی کو بھی وردی اتارنا پڑے گی، ہزاروں بے گناہ کا خون اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھا دینے والے کو اپنے دائیں بائیں بیٹھے وردی والوں پر بھی یہ بھروسہ نہیں کہ وردی اترتے ہی وہ اس کا کام تمام نہیں کردیں گے۔ رہی سہی کسر ایک 'نامعلوم' فون کال کے ذریعے پوری کی جارہی ہے، سرکار کے ترجمان ایک ٹی وی چینل پر موصولہ یہ کال کسی 'وحید' نامی شخص کی ہے، مصر کے ایک معروف تجزیہ نگار ڈاکٹر حلمی القاعود کے مطابق گذشتہ تقریباً چار برس میں 'وحید' کی یہ چوتھی فون کال تھی۔ اس کا نمبر یا ٹھکانہ کبھی معلوم نہیں کی جاسکا، پہلی کال حسنی

مخزونہ کتب خانہ ندوۃ العلماء

مبارک کے خلاف عوامی جذبات عروج پر پہنچ جانے کے دوران آئی تھی، جس میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ حسنی مبارک کے اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا، جمال مبارک اس کا وارث نہیں بن سکے گا، دوسری کال صدر محمد مرسی کے انتخاب کے بعد تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ صدر مرسی کا اقتدار جلد ختم ہو جائے گا۔ تیسری کال جنرل سیسی کے برسر اقتدار آنے کے بعد تھی جس میں دعویٰ تھا کہ وہ صدارتی انتخاب نہیں لڑیں گے، چوتھی کال چند ہفتے قبل آئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ملک کا اصل اقتدار اس وقت منظر عام پر موجود فوجی قیادت کے ہاتھ میں نہیں، خفیہ قیادت کے ہاتھ میں ہے۔ جنرل سیسی اس قیادت کا مجرد ایک آلۂ کار ہے، ملک کا آئندہ صدر وہ نہیں بلکہ اسی خفیہ فوجی قیادت میں سے کوئی شخص ہوگا جس کا نام ابھی کسی کے سامنے نہیں ہے، اسی چوتھی کال میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ صدر محمد مرسی کو جیل سے رہا کر دیا جائے گا، لیکن پھر اغوا کر کے زندگی سے محروم کر دیا جائے گا، ڈاکٹر حلمی قاعود کے مطابق: 'وحید' کوئی نام نہاد نجومی یا علم غیب رکھنے والا کردار نہیں بلکہ اسی 'اصل خفیہ قیادت' کا کوئی 'خفیہ ترجمان' ہے، جو ان پیغامات کے ذریعے ایک تیر سے کئی کئی شکار کرنا چاہتا ہے۔

اسی عرصے میں فوج کے سابق سربراہ فیلڈ مارشل طنطاوی جو ۱۹۹۱ء سے ۲۰۱۲ء تک کے طویل ۲۱ برس تک فوجی سربراہ اور وزیر دفاع رہے، بھی ذرائع ابلاغ میں نمودار ہوئے اور نھوں نے ملک کی اکلوتی جمہوری منتخب حکومت سے نجات پانے پر خوشی کا اظہار کیا ہے، جنرل سیسی نے بھی اپنے اس پیش رو کی خوشامد نما تعریفوں کے پل باندھے ہیں، ڈاکٹر حلمی کے مطابق جنرل طنطاوی نے اپنے انٹرویو میں تقریباً ۲۰ مرتبہ ایک لفظ کا استعمال کیا اور وہ تھا: 'مخطط': 'منصوبہ' ان کا کہنا تھا کہ ۳۰/جون ۲۰۱۳ء کو عوام بھی یہ منصوبہ سمجھ گئے اور صدر مرسی کے خلاف نکل آئے، جنرل طنطاوی نے جب بار بار 'منصوبے' کا ذکر اور اخوان سے نجات پر خوشی ظاہر کی تو انٹرویو کرنے والے نے پوچھ ہی لیا کہ ”پھر آخر آپ لوگوں نے اخوان کو اقتدار دیا ہی کیوں؟ جواب میں انہوں نے مصری لہجے میں بے اختیار تین بار کہا: ”ما سلمتہاش...... ماسلمتہاش ......ما سلمتہاش، “میں نے انھیں اقتدار نہیں سونپا...... میں نے نہیں سونپا ...... میں نے نہیں سونپا“۔ ہم نے عوام کے اصرار پر انتخابات کروائے اور عوام نے اخوان کو ملک پر قابض ہونے کا موقع دے دیا“۔

ان تمام حقائق سے قرآن کریم کے الفاظ کے مصداق: ”قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ“ [آل عمران: ۳/۱۱۸] (ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے)۔ عوام کا یہ یقین مزید مستحکم ہوگیا ہے کہ جابر فرعونی نظام سے نجات کے لیے قربانیوں کا یہی سفر ناگزیر ہے، اخوان کے کارکنان سید قطب شہید“ کے یہ الفاظ ایک دوسرے کو سنا رہے ہیں کہ: ”اللہ کی نصرت آنے میں دیر لگ سکتی ہے، کیونکہ قدرت یہ چاہتی ہے کہ باطل کا باطل ہونا دنیا کے سامنے کھل کر آجائے، اگر باطل پوری طرح کھوٹا ثابت ہوئے بغیر مغلوب ہو جائے، تو ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ اس سے پھر دھوکا کھا جائیں، اللہ چاہتا ہے کہ باطل کو پوری مہلت ملے، یہاں تک اس کے بارے میں کسی کو کوئی شبہ نہ رہ جائے اور پھر اس کے زوال پر کسی کو کوئی افسوس نہ ہو“۔

اخوان بھی یقیناً انسان ہیں اور بلا استثناء ہر انسان قرآن کریم کی اطلاع کے مطابق کمزور بنایا گیا ہے، لیکن آزمائشوں کی بھٹی نے انھیں ایسا کندن بنا دیا ہے کہ ہر عذاب وآزمائش کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط وتوانا ہو کر ابھرتے ہیں، گذشتہ تمام قتل وغارت سے شکستہ یا مایوس ہونے کے بجائے انھوں نے ۱۹/مارچ سے تحریک کا مزید پرجوش دوسرا مرحلہ شروع کردیا ہے، اگرچہ مظاہرے تو پہلے بھی ایک دن کے لیے نہیں رکے تھے، لیکن نئے مرحلے کے پہلے ہی روز ملک بھر میں ۳۵۰ مظاہرے ہوئے۔ اس وقت فوجی انقلاب مخالف درجنوں تنظیمیں میدان میں ہیں، طلبہ، طالبات، خواتین، مزدور، ڈاکٹر، کسان، اساتذہ ہر میدان میں الگ تنظیم وتحریک ہے، سب ہی اپنے اپنے شہداء پیش کر رہے ہیں۔ اس تحریر کے دوران ہی ایک ۱۴ سالہ بچے عمرو کی شہادت کی خبر بھی ملی ہے، اور ایک صحافی خاتون کی بھی، پھولوں جیسے معصوم عمرو کے والدین نے آنسو بہائے لیکن الحمد للہ کا ورد کرتے ہوئے یہی کہتے رہے: ”لخت جگر چلا گیا.... لیکن کچھ عرصے سے یقین ہو چلا تھا کہ اسے تو ضرور ہی شہادت ملے گی...... کوئی جلوس یا مظاہرہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ عمرو کو اس کا پتا ہو اور وہ مظاہرین اور زخمیوں کو پانی پلانے کے لیے اس میں نہ چلا گیا ہو“۔

خاتون صحافی رقیہ اسلام جامعہ ازہر کے ایک بڑے عالم دین جناب ہاشم اسلام کی صاحبزادی تھیں۔ وہ صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی کی طالبہ بھی تھیں، ہاشم اسلام کا کہنا ہے کہ ”انھوں نے میری رقیہ کو نہیں، مجھے سزا دی ہے کیوں کہ میں نے جنرل سیسی کے حق میں فتویٰ دینے سے انکار کر

دیا تھا۔.. اگر مجھے اپنے فتویٰ اور مبنی بر دلیل رائے کی قیمت بیٹی کی میت سے بھی زیادہ ادا کرنا پڑتی تو وہ بھی ہیچ تھی، البتہ غم اس بات کا ہے کہ جن علمائے کرام نے جنرل سیسی کے حق میں فتویٰ دیا تھا، رب کے دربار میں وہ بھی میری بیٹی کے قتل میں برابر کے مجرم قرار پائے"۔

عمر نامی ایک اور نوجوان بھی کئی ماہ قبل اسی تحریک کے دوران زخمی ہو گیا تھا، دائیں پہلو سے جسم میں داخل ہونے والی گولی بائیں پہلو سے نکلی تو تمام اندرونی نظام کو کاٹتے ہوئے چلی گئی، تب سے علاج جاری ہے، لیکن امیدیں بار بار دم توڑ دیتی ہیں، ان کی والدہ ایک تفصیلی انٹرویو فریڈم اینڈ جسٹس اخبار میں شائع ہوا ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ ایک تاریخی جملہ یہ کہتی ہیں: "اگر بیٹے کو شہادت نصیب ہوگئی تو یہ میری خوش بختی ہوگی، میرے لیے غم کا سب سے بڑا دن وہ ہوتا جس روز خدانخواستہ میرا بیٹا اللہ کی اطاعت کی راہ سے ہٹ گیا ہوتا"۔

صلاۃ الفجر تحریک، قرآن سے جڑے ہوئے شہادت پر نازاں اخوان کو بھی اگر دنیا دہشت گرد قرار دیتی ہے، تو کیا ایسا کرنے والے رب کے حضور بھی کوئی جواز پیش کر سکیں گے......؟

تازہ ترین اطلاع کے مطابق فرعون مصر نے ظلم کی ایک نئی تاریخ رقم کر دی، مصری عدالت نے دو روز کی 'طویل' سماعت کے بعد ۵۲۹ بے گناہ قیدیوں کو 'سزائے موت' کی سزا سنا دی ہے۔ سزا یافتگان میں اخوان کے مرشد عام ڈاکٹر محمد بدیع، قومی اسمبلی کے منتخب اسپیکر ڈاکٹر سعد الکتانی، فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کے نائب صدر ڈاکٹر محمد البلتاجی سمیت ملک کی نامور سیاسی، علمی اور قومی شخصیات شامل ہیں۔

یہ انوکھا فیصلہ اگرچہ ظلم و جبر کی عدالتی تاریخ کا سیاہ ترین فیصلہ ہے لیکن ہر سننے والا انصاف پسند بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ یہ ظلم کی انتہا اور ظالموں کے خاتمے کا اعلان ہے، ان شاء اللہ!

کچھ عرصہ قبل علامہ یوسف القرضاوی صاحب کا شریک سفر ہونے کا موقع ملا، دوران سفر عرض کیا کہ کوئی خاص نصیحت کیجیے، کہنے لگے: اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا جامع اور الہامی دعا ہے لیکن یہ دعا کئی حوالوں سے بہت اہم ہے کہ: "اللّٰهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه" (اے اللہ! ہمیں حق کو حق دیکھنے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما، اے پروردگار! ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرما)۔ آیئے ہم بھی یہی دعا کرتے ہوئے رب کے حضور دست دعا بلند کریں۔

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید و دیدہ زیب طباعت

☆ کاروان مدینہ

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مختلف اہم تقریروں اور مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرت پاک، اس کی تعلیمات، اس کے عطیات و احسانات اور اس کے عالم گیر نتائج و اثرات سے ہے، آخر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ بھی ہے جس میں فارسی اور اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہ نبویؐ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

صفحات: ۱۲۹ قیمت: ۱۲۰ روپے

☆ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

وقت کے سب سے بڑے چیلنج "مغربی تہذیب کی کامل پیروی زندگی کی شرط اور ترقی کی راہ ہے" کو دنیائے اسلام نے کس طرح قبول کیا، اور مختلف اسلامی ممالک نے کیا کیا موقف اختیار کیے اور عالم اسلام کے لیے اس بارے میں صحیح راہ عمل کیا ہے؟

جائزہ - محاسبہ - مشورہ

صفحات: ۴۳۲ قیمت: ۲۰۰ روپے

نوٹ: طلباء کے لیے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

Email.airpnadwa@gmail.com

تربیت اولاد

بچوں کو کس طرح نمازی بنایا جائے

تحریر: شیخ احمد قطان

بچہ کی پیدائش سے سات سال کی عمر تک کا دورانیہ

پیدائش سے لے کر سات سال کی عمر کے دوران بچہ اپنے والدین اور دیگر اہل خانہ کی تقلید کرنے کی کوشش کرتا ہے، لہٰذا والدین بچے کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز کرنے کی بجائے اس کے سامنے سنتیں اور نوافل ادا کریں تاکہ وہ بھی اس طرح کے اعمال سرانجام دینے کی طرف مائل ہو، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "گھروں میں نمازیں ادا کرو اور اسے قبرستان نہ بناؤ"۔ [صحیح بخاری/ ۴۳۲] مزید فرمایا: "آدمی کی افضل نماز گھر میں ہے الا یہ کہ فرض نماز ہو"۔ [حوالہ بالا/۷۳۱]

بچوں کی تربیت کو مثبت رخ دینے میں یہ ایک اہم سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے، جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے والدین خشوع و خضوع کے ساتھ بار بار اپنی پیشانی کو جھکا رہے ہیں اور عبادت میں اس قدر مگن ہیں کہ اپنے گرد و پیش سے بے نیاز ہو چکے ہیں تو وہ خود بخود ایسے اعمال کی طرف راغب ہونے لگتا ہے اور پھر جب وہ سن تمیز کو پہنچتا ہے تو اس کے لیے نماز ادا کرنا چنداں مشکل نہیں رہ جاتا، سن تمیز تک پہنچنے سے پہلے بچے پر وضو کرنے یا مکمل جسم ڈھانپنے کے حوالے سے سختی کا مظاہرہ نہ کیا جائے، اسی طرح اپنے ساتھ رکوع و سجود نہ کرنے کی صورت میں اسے زجر و توبیخ کا نشانہ نہ بنائیں، کیونکہ ابھی تک وہ غیر مکلف ہے اور اس پر بے جا سختی اسے نماز سے متنفر کرنے کا سبب بنے گی۔

جب بچہ کچھ سیکھنے کے قابل ہو جائے تو اسے سورۂ فاتحہ اور اس طرح کی دیگر چھوٹی اور آسان سورتیں یاد کروائیں، ساتھ ساتھ رکوع و سجود اور تشہد کی دعائیں بھی سکھانا شروع کر دیں اور ناظرہ قرآن اور دیگر ذکر و اذکار یاد کروانے کے لیے مسجد میں بھیجیں، جب بچہ سات سال کی عمر کے قریب پہنچے تو پیار اور شفقت کے ساتھ اسے نماز کی تلقین کرنا شروع کی جائے اور اس میں نماز کا شوق پیدا کرنے کے لیے ایسی تصاویر کے ذریعے اس کی رہنمائی کی جائے جن میں وضو اور نماز ادا کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہو۔

سات سے دس سال کی عمر تک کا درمیانی عرصہ

جب بچہ سات سال کا ہو جاتا ہے تو اس میں اس قدر استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ وضو اور نماز جیسے فرائض سرانجام دے سکے، لہٰذا اسے ظاہری و باطنی طہارت کا طریقہ سکھایا جائے، پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا حکم دیا جائے اور وضو کا مکمل طریقہ اسے ذہن نشین کرانے کے لیے کئی بار اس کے سامنے وضو کیا جائے اور پھر اسی طرح دہرانے کا حکم دیا جائے، غلطی کی صورت میں سختی اور سرزنش نہ کریں بلکہ پیار کے ساتھ اس کی اصلاح کریں اور اگر وہ صحیح وضو کرے تو اسے شاباشی دیں اور اس کی تعریف کریں۔

علامہ ابن قدامہؒ نے نقل کیا ہے کہ: "بچے کے ولی پر واجب ہے کہ سات سال کی عمر میں اس کو طہارت اور نماز کے مسائل کی تعلیم دے اور نماز ادا کرنے کا حکم دے اور دس سال کی عمر میں (نماز سے کوتاہی پر) اس کی پٹائی کرے۔ [المغنی: ۲/ ۳۵۰]

علاوہ ازیں طریقہ وضو کو صرف ظاہری چیزوں پر محدود نہ رکھا جائے، بلکہ انسانی زندگی پر وضو کے معنوی اثرات کی بھی وضاحت کی جائے، انہیں بتایا جائے کہ ہم وضو اس لیے کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عملی طور پر کر کے دکھایا ہے اور ہر مسلمان پر ان کی پیروی لازم ہے۔

آپؐ نے فرمایا: "جب ایک مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کی آنکھوں، کانوں، ہاتھوں اور پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں"۔ [مسند احمد: ۵/۲۵۲]

پھر بچے کو قبلہ رخ ہو کر اور ستر ڈھانپ کر نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھائیں اور نماز کے دوران پڑھی جانے والی سورتیں اور ذکر و اذکار کا التزام کروایا جائے، بچے کو مسجد کے آداب کے متعلق تعلیمات سے آگاہ کیا جائے، اور اسے بتلایا جائے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جس میں کھیل کود اور شور و غل کرنا مناسب نہیں، بچے کو نماز جمعہ میں خصوصی طور پر شریک کیا جائے، اسے صاف ستھرے کپڑے پہنا کر خوشبو لگائی جائے اور جمعہ کے بعد موضوع خطبہ کے حوالے سے بات چیت کی جائے تاکہ اندازہ ہو کہ اس نے کس حد تک خطبے پر غور کیا ہے اور اگر آپ کو محسوس ہو کہ اس نے خطبے پر غور نہیں کیا بلکہ کھیل کود میں مشغول رہا تو نرمی کے ساتھ اسے سمجھایئے، بچوں کو وقت کی اہمیت اور پابندی کے متعلق آگاہ کیا جائے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو انہیں حکم دیا جائے کہ وہ بلا تاخیر نماز ادا کریں۔

صغر سنی میں بچہ فطری طور پر اپنی تعریف کو پسند کرتا ہے، لہٰذا والدین اس اسلوب کو پیش نظر

رکھتے ہوئے اس کی تعریف کرنے میں بخل سے کام نہ لیں، بلکہ دوسرے لوگوں کے سامنے اس کے اچھے کام کا تذکرہ کرتے ہوئے انعامات سے نوازیں، لیکن یاد رہے کہ اس کی اتنی بھی تعریف نہ کی جائے کہ اس کے دل میں غرور وتکبر پیدا ہونا شروع ہو جائے اور وہ ثواب حقیقی کو نظر انداز کر کے ثواب مادی کو ترجیح دینے لگے، جس سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔

اس عمر میں بچوں کو نماز کی طرف راغب کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بچے کو ایسی ڈائری مہیا کی جائے جس پر پانچوں نمازوں کے اوقات ترتیب کے ساتھ درج ہوتے ہیں، بچہ جب نماز ادا کرے تو پنسل کے ساتھ اسے نشان زد کرے اور اگر اس نے نماز چھوڑی ہو تو نشان نہ لگائے اور اگر گھر اس عمر کے بچے ایک سے زائد ہوں تو اس کے ذریعے ان میں مسابقے کا رجحان پیدا کیا جائے، ایسی ڈائریاں بازار میں بآسانی دستیاب ہیں۔ بچے کو ترغیب دلائیں کہ وہ مسجد میں اذان اور اقامت کہے، اس سے اس کے دل میں مسجد اور نماز کی رغبت پیدا ہوگی اور جب وہ نماز، اذان یا اقامت پڑھے تو اس کے دوستوں کے سامنے اس کی تعریف کی جائے اور اس کو انعام دیا جائے۔

دس سال کی عمر سے سن بلوغت تک کا مرحلہ

اس مرحلے میں بچہ سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے اور اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے، اسے درج ذیل مراحل سے تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆ جب بچہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اگر وہ فرض نماز کو ترک کرے تو اسے لوٹانے کا حکم دیا جائے اور نماز کے ساتھ ساتھ دیگر نوافل بھی ادا کرنے کو کہا جائے۔

☆ بچے کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا جائے اور والد اسے ایسے دروس اور پروگراموں میں لے کر جائے جو ذہنی تربیت پر مشتمل ہوں اور علمائے کرام کا تعارف کروائے، اس عمر میں بچہ شعائر عبادت کی ادائیگی میں بڑوں کی رفاقت پسند کرتا ہے، لہٰذا والد کو چاہیے کہ وہ بچے کی مثبت تعمیر میں اس امر کو خصوصی اہمیت دے، امام نووی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

ہمارے علماء نے بیان کیا ہے کہ ولی اس عمر میں بچے کو باجماعت نماز ادا کرنے، مسواک کرنے اور دیگر دینی اعمال بجا لانے کا حکم دے اور زنا، لواطت، شراب، جھوٹ اور غیبت کی حرمت سے آگاہ کرے"۔ [المجموع: ۳/۱۱]

☆ بچے کو ایسی کتب مہیا کی جائیں جن میں نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہو، اس حوالے سے بچے کے ساتھ تبادلہ خیال کیا جائے اور بچے کو نماز کی اہمیت بیان کرنے کا موقع دیا جائے۔

اس عمر میں اگر بچہ فرض نماز ترک کر دے تو والد کو چاہیے کہ اسے وعظ وتذکیر کرے اور اس حوالے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے آگاہ کرے، لیکن اگر وہ بدستور نماز نہ پڑھے تو اسے سرزنش کرے اور اس سے ترک تعلق کر لے، اس طرح کی سزائیں بدنی سزاؤں سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔

بچہ کو سزا دینے میں اعتدال

بچوں کو دس سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر مارنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ان کی چمڑی اتار دی جائے اور انھیں مار مار کر ادھ موا کر دیا جائے بلکہ مار تو مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے اور وہ مقصد ہے نماز، اگر یہ بات بغیر مار کے حاصل ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

والدین کو چاہیے کہ جب وہ بچے کو سزا دینا چاہیں تو کسی کے سامنے مارنے سے گریز کریں اور اسے برے القابات سے نہ نوازیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ". [سورۃ الحجرات/۱۱]

(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے، جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ بڑے ہی ظالم ہیں)۔

بچوں کو سزا دیتے وقت ان حدود وقیود کا خیال رہے جو شرع نے مقرر فرمائی ہیں، لہٰذا بچے کو مارتے ہوئے چہرے پر نہ مارا جائے، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جب تم میں سے کوئی مارے تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے"۔ [سنن ابی داؤد/۴۴۹۰]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بچوں کو نماز کے ساتھ ساتھ دیگر اعمال بھی صحیح طریقے سے بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ وہ دنیوی واخروی فوز وفلاح حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور ہم سب رب کریم کے حضور سرخرو ہوں۔

[ترجمہ: محمد عمران اسلم]

☆☆☆☆☆

رفتار کار

ایک صدی قدیم ذخیرۂ فتاویٰ کو کتابی شکل دے کر

ندوۃ العلماء نے عظیم کارنامہ انجام دیا

"فتاویٰ ندوۃ العلماء" کی جلد دوم وسوم کی تقریب رسم اجراء سے اہل علم وفضل کے بصیرت افروز خطابات

جاوید اختر ندوی

۲۸/جمادی الاول ۱۴۳۵ھ/۳۰/مارچ ۲۰۱۴ء بروز یکشنبہ ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک وبیرون ملک کے مؤقر علماء و دانشوران نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اسی روز بعد نماز عصر دار العلوم کی زیر توسیع عظیم الشان مسجد کے لان میں 'فتاویٰ ندوۃ العلماء' کی دوسری اور تیسری جلد کا اجراء ایک باوقار تقریب میں ہوا۔

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

زندگی کے تقاضے اور مسائل بے شمار ہیں، اس لیے فتاویٰ کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا، اعتدال پسندی ندوۃ العلماء کا طرۂ امتیاز رہا ہے، فتاویٰ کا سلسلہ قدیم دور سے جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا، دار الافتاء میں عام مسائل کے علاوہ جدید دور کے مسائل بھی آتے ہیں، ان کے جوابات کتاب وسنت کی روشنی میں دیے جاتے ہیں۔

اس موقع پر حاضرین سے فقہ وفتاویٰ کی اہمیت اور اس میدان میں ندوۃ العلماء کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے گجرات کے ممتاز عالم دین مولانا مفتی احمد خان پوری مدظلہ نے کہا کہ: دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر قول وعمل کو اسلامی حکم وہدایت کے مطابق ڈھالیں علم وعمل کے کچھ امور اسلام نے شخصی اعتبار سے لازم کیے ہیں اور ان میں کچھ فرض کفایہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

مولانا محترم نے اپنے تفصیلی خطاب میں کہا کہ: معاشرتی زندگی کے معاملات ومسائل ہوں یا شخصی زندگی کے، دونوں میں رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے، مختلف ادوار میں اور مختلف مقامات پر قائم دار القضاء والافتاء اس سلسلہ میں اپنی خدمات انجام دیتے رہے ہیں، دنیا میں اسلام ہی واحد مذہب ہے جس کے قوانین کو معلوم کرنے، اس کی رائے لینے کے لیے ۲۴ گھنٹے مفتیان کرام دستیاب رہتے ہیں، اس کے لیے مشورہ ومسئلہ کا حل طلب کرنے والے کو کوئی رقم ادا نہیں کرنا ہوتی ہے۔ دنیاوی قانون کے ماہرین کو فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ ان کو کوئی بھی مشورہ لینے پر بڑی بڑی رقمیں بطور اجرت ادا کرنا ہوتی ہیں مگر دار الافتاء میں مسلمانوں کو کوئی فیس نہیں ادا کرنی پڑتی اور مفت میں انہیں شرعی مسئلہ کی معلومات اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے، اس سے اسلام پر عمل کے معاملہ میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور دینی واسلامی رجحان کی تربیت بھی ہوتی ہے۔

مولانا محترم نے کہا کہ ندوۃ العلماء نے ایک صدی قدیم فتاویٰ کے ریکارڈ کو کتابی شکل دے کر ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، اس کے مطالعہ سے معاشرہ کے رجحان کا بھی پتہ چلتا ہے نیز آئندہ نسلوں کی مکمل رہنمائی بھی ہوتی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے کہا کہ: اسلام کے ماننے والوں کے لیے دین وشریعت صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ وہ تجارت وگھریلو معاملات ہوں یا دنیاوی معاملات، ہر جگہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ فتاویٰ کا نظام اس بات کی دلیل ہے کہ اس امت میں مذہب کا رابطہ انسانی زندگی سے ہمیشہ سے برقرار رہا ہے اور رہے گا۔

دنیا کے تمام مذاہب میں حرام وحلال کی سرحدیں ختم ہو گئی ہیں، لیکن اسلام میں یہ حدیں نہ صرف باقی ہیں بلکہ اس کی معلومات کے لیے ملت اسلامیہ کے باشعور افراد فکرمند بھی ہیں، اس کا اندازہ ہر جگہ دار الافتاء میں موصول ہونے والے سوالات واستفتاءات سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

انہوں نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ: صرف 'بیان مسئلہ' نہیں بلکہ 'حل مسئلہ' پر بھی توجہ دینا لازمی ہے کہ اگر سوال کے جواب میں یہ بات بتائی جائے کہ فلاں چیز ناجائز ہے تو جائز کیا ہے؟ اس کو بھی بتایا جائے، ناممکن کے ساتھ ممکن کو بھی بتانا ضروری ہے، حالات حاضرہ کے پیش نظر اس کا حل پیش کرنا ہے یعنی متبادل طریقہ بتانا ہے تاکہ کوئی بھی اسلامی تعلیمات کو بوجھ نہ سمجھے اور آسانی سے اسلامی طریقہ وشریعت کی گنجائش سے زندگی کو آسان بنا سکے، اس کے لیے گہرائی اور بصیرت کے ساتھ کتاب وسنت کے نصوص اور سلف صالح کی کتابوں اور ان کے احکامات کو پڑھنا ہوگا۔

تقریب رسم اجراء میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے کہا کہ:

قرآن، حدیث اور فقہ تینوں کا باہم گہرا ربط ہے، فتویٰ دینے میں نص کے ساتھ ساتھ سلف کے کاموں سے استفادہ کیا جاتا ہے، طلبہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے اندر خوب مہارت پیدا کریں، افتاء تحقیق کا شعبہ ہے، اس میں مختلف کتب سے

استفادہ کرکے مسئلہ کا حل وجواب تلاش کیا جاتا ہے، اس کے لیے مفتی اور اس شعبہ سے وابستہ دیگر حضرات کو سخت محنت ومطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ تمام احادیث آیات قرآنی سے مستنبط ہیں، نصوص سے مسائل اخذ کرنے سے فقہ اسلامی کا ارتقاء ہوا ہے۔

مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری نے نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا کہ: ندوۃ العلماء کی خصوصیت اس کا اعتدال وتوازن ہے، ندوہ کی پوری تاریخ وقت کے تقاضوں کے ادراک کے ارد گرد گھومتی ہے، ندوہ میں ۱۳۱۳ھ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی سرپرستی میں دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا، اس کے بعد مولانا عبد اللطیف رحمانی، مولانا شبلی فقیہ جیراجپوری، مفتی محمد سعید ندویؒ، مولانا ناصر علی ندویؒ اس سے وابستہ رہے، مولانا مفتی محمد ظہور ندوی اور مولانا نیاز احمد ندوی موجودہ وقت میں دار الافتاء کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے، حضرت والا کے وجود بابرکت اور خطاب سے محرومی کو حاضرین نے محسوس کیا، لیکن ہم یہاں مناسب سمجھتے ہیں کہ حضرت نے فتاویٰ ندوۃ العلماء کی جلد سوم کے مقدمہ کے اخیر میں جو کچھ لکھا ہے، مسک الختام کے طور پر اس وقیع وجامع تحریر سے ہم سب استفادہ کرتے چلیں:

”ندوۃ العلماء میں شعبۂ فقہ وفتاویٰ صرف یہی نہیں کہ شروع سے قائم ہے بلکہ ندوۃ العلماء کے قیام کے مقاصد میں یہ بھی ایک اہم مقصد رہا ہے، اور اس کی انجام دہی کے لیے فقہ کے بڑے پختہ کار عالم مقرر ہوتے رہے ہیں، گذشتہ صدی کے آغاز میں مولانا شبلی جیراجپوریؒ پھر ان کے عزیز ماہر فقہ مولانا محمد سعید صاحب ندویؒ پھر ان کے عزیز قریب مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی نے اپنے اپنے وقت میں اس شعبہ کی سرپرستی انجام دی اور مولانا مفتی محمد ظہور صاحب گذشتہ ساٹھ سال سے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں، ان کو اس فن میں خصوصی مہارت حاصل ہے، ان کی فکر وتوجہ سے ماہر افراد کو تربیت بھی مل رہی ہے، شعبۂ فقہ سے جو فتاویٰ اس مدت میں دیے گئے وہ یا تو انہوں نے دیے یا عموماً ان کی نظر سے گزار دیے گئے، اور یہ شعبہ تا حال مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی ہی کی سرپرستی میں کام کررہا ہے، اور یہ فتاویٰ جو شائع کیے جارہے ہیں، وہ ان کی تصدیق کے بعد اشاعت کے لیے دیے جارہے ہیں، امید ہے کہ ان کی اشاعت سے عام فائدہ حاصل ہوگا، اور ندوۃ العلماء کے ذریعہ شعبۂ فقہ میں جو کام انجام پایا ہے، وہ سامنے آکر داد تحسین حاصل کرے گا“۔

اجراء کی مناسبت سے مولانا منور سلطان ندوی (مرتب فتاویٰ) نے فقہ وفتاویٰ کے باب میں ندوۃ العلماء کی گراں قدر خدمات، دار الافتاء والقضاء اور جدید مسائل کی تحقیق کے لیے مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاریخ، قیام کے اسباب وعوامل اور خدمات پر مختصر مقالہ پڑھا۔

دار الافتاء میں موجود فتاویٰ کی تعداد بہت ہے، ان کی ترتیب وتحقیق کا کام چند برس قبل شروع ہوا اور مارچ ۲۰۱۲ء میں اسی موقع پر ارکان مجلس انتظامی ہی کی موجودگی میں اس کی پہلی جلد کا اجراء ہوا، فتاویٰ کو موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا جارہا ہے، پہلی جلد میں علم، طہارت، اوقات نماز، اذان واقامت اور دوسری جلد میں شرائط، ارکان وواجبات، سنن ومستحبات، قرأت، جماعت واقتداء، امامت، مکروہات، مفسدات اور تیسری جلد میں سنت ونوافل، تراویح، قضاء، سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت، مسافر، معذور، جمعہ، عیدین، استسقاء، کسوف وخسوف، متفرقات، جنائز کے مسائل جمع کیے گئے ہیں، اس طرح پہلی جلد میں تقریباً ۵۰۰، دوسری جلد میں ۵۲۸ اور تیسری جلد میں ۶۲۳ مسائل آگئے ہیں۔

تینوں جلدوں میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا الگ الگ تحریر کردہ بیش قیمت مقدمہ اور صدر شعبۂ المعہد العالی للقضاء والافتاء مولانا مفتی محمد ظہور ندوی کا پیش لفظ شامل ہے۔

اس تقریب سعید میں معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، ناظر عام مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی کے علاوہ ارکان مجلس انتظامی، اساتذہ، طلبہ اور معززین شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

☆☆☆☆☆

☆فتاویٰ ندوۃ العلماء

جلد اول:	صفحات: ۴۱۱	قیمت: ۳۵۰ روپے
جلد دوم:	صفحات: ۴۷۹	قیمت: ۴۰۰ روپے
جلد سوم:	صفحات: ۴۷۲	قیمت: ۴۰۰ روپے

باہتمام: المعهد العالي للقضاء والإفتاء
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ناشر: مجلس صحافت ونشریات
ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

نوٹ: لکھنؤ کے کسی بھی دینی واسلامی مکتبہ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

روداد چمن

ندوہ نے ہر میدان میں ملت کی رہنمائی کی

”جمعیۃ الاصلاح“ کے تحت اہل علم وفکر کے علمی، تحقیقی محاضرات

محمد زاہد عباسی

مادر علمی دار العلوم ندوۃ العلماء کی یہ تاریخ رہی ہے کہ جب بھی کوئی علمی ودینی شخصیت یہاں تشریف لاتی ہے تو طلبۂ دار العلوم ان سے اپنے علمی استفادہ کے لیے 'جمعیۃ الاصلاح' کا اسٹیج سجاتے ہیں، اور اس کے سائباں تلے آئی ہوئی ہر ملکی وعالمی شخصیت سے خوب خوب استفادہ کرتے ہیں۔ حسب معمول سال رواں بھی جمعیۃ الاصلاح پوری آب وتاب کے ساتھ سرگرم عمل ہے، اور آئے دن علمی وتحقیقی محاضرات کی پررونق نشستیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

مورخہ ۲۸/جمادی الاولیٰ/ ۲۹/مارچ بروز ہفتہ 'جمعیۃ الاصلاح' اور 'النادی العربی' کے تحت جمعیۃ الاصلاح کے پرشکوہ ”جمالیہ ہال“ میں ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی کے اراکین کی تشریف آوری پر بعد نماز مغرب ایک استقبالیہ مجلس منعقد ہوئی، جس میں ملک وبیرون ملک کے مختلف علاقوں کے علمائے کرام ودانشوران بڑی تعداد میں موجود تھے، استقبالیہ مجلس میں تشریف لانے والے مہمانوں میں مولانا مفتی احمد خانپوری مدظلہ، مولانا تقی الدین ندوی مظاہری اور مولانا قاری محمد قاسم انصاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس بابرکت مجلس کا آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہوا، جس کی سعادت سلطان بھوپالی نے حاصل کی، اس کے بعد عمار بھٹکلی نے اپنے رفقاء کے ساتھ ترانۂ ندوہ پیش کیا، اور النادی العربی کے امین عام محمد شعیب حسینی نے النادی العربی کی طرف سے عربی زبان میں مہمانوں کا زبردست استقبال کیا، اور ناظم جمعیۃ الاصلاح زاہد عباسی نے جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے اردو زبان میں مہمانوں کا استقبال کیا، الاصلاح کی سرگرمیاں اور ثقافتی وتربیتی کردار کو رپورٹ کی شکل میں پیش کیا۔

مولانا عبد القادر پٹنی ندوی نائب مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء نے طلباء کے سامنے مہمانان گرامی کا تعارف کرایا، اور محاضرات کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے بڑوں سے خوب خوب استفادہ کرے، اور علمی منازل کو طے کرتا رہے، اس لیے آپ حضرات خطابات کو غور سے سنیں اور ان اہم نکات قلمبند کریں اور ان سے خوب فائدہ اٹھائیں۔

مولانا مفتی احمد خانپوری مدظلہ شیخ الحدیث دار العلوم ڈابھیل (گجرات) نے وقیع محاضرہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان جب کسی میدان میں اترے تو اسے چاہیے کہ مکمل طریقے سے اس میدان میں اترے اور فرمایا کہ 'نیم ملا خطرہ ایمان' ہوا کرتا ہے، لہٰذا ہمیں علوم میں دن ورات ایک کرکے رسوخ پیدا کرنے کی انتھک کوشش کرنی چاہیے، اور پورے عالم کو مدنظر رکھتے ہوئے تیاری کرنی چاہیے۔

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری نے اپنے زمانۂ طالب علمی کا دور طلبہ کے سامنے رکھا اور کہا کہ ہم لوگ ہر چیز میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے، اور ہر پروگرام اور مقابلہ میں حصہ لیتے تھے، اور کہا کہ چیزوں کو ان کی ضد سے ہی پہچانا جاتا ہے لہٰذا یہ دور مقابلہ کا ہے، لہٰذا آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مدراس (چنئی) سے تشریف لائے مہمان مولانا قاری محمد قاسم انصاری نے محاضرہ دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں اگر کوئی قابل تقلید شخصیت ہے تو وہ سیدنا حضرت محمد عربی کی ذات گرامی ہے، جن کی شخصیت کے مطالعہ سے ہمیں پوری زندگی کی رہنمائی ملتی ہے اور ہماری آخرت سنورتی ہے۔ لہٰذا ہم علمائے امت کو چاہیے کہ سیرت کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ عوام الناس میں بھی اسوۂ رسول کو عام کریں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں۔

اس استقبالیہ تقریب کی نظامت ناظم جمعیۃ الاصلاح زاہد عباسی نے کی، اس موقع پر اساتذہ، اراکین جمعیۃ الاصلاح اور طلبائے دار العلوم کثیر تعداد میں موجود تھے۔

مورخہ ۳۰/جمادی الاولیٰ بروز یکشنبہ بعد نماز عشاء جمالیہ ہال میں جمعیۃ الاصلاح کی جانب سے ایک اہم محاضرہ بعنوان 'جاپان میں دعوتی سرگرمیاں' ہوا، جس میں جاپان سے تشریف لائے ہوئے مہمان گرامی ڈاکٹر سلیم الرحمن خان ندوی نے جاپان کی علمی ودعوتی سرگرمیوں کو طلبہ کے سامنے بیان کیا، اور کہا کہ اس امت کا تعلق پڑھنے اور پڑھانے سے ہے، جب علامہ سید سلیمان ندویؒ نے مضمون لکھا تو مولانا الطاف حسین حالی نے علامہ شبلی نعمانیؒ کو خط لکھا کہ آپ کے شاگرد کا مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مولانا نے جاپان کی بڑھتی ہوئی دعوتی سرگرمیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا، اور کہا کہ آج امت پیاسی ہے، اور اسلام کی رہنمائی کی

طالب ہے لیکن ان میں صحیح رہنمائی کرنے والوں میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر مولانا عمیر الصدیق دریابادی ندوی رفیق علمی دارالمصنفین، اعظم گڑھ نے اپنے زمانہ طالب علمی کے تاثرات پیش کیے اور طلبہ کو ازراہ نصیحت کہا کہ پوری دنیا دعوت کے اعتبار سے جاپان ہے، لہذا جتنی ضرورت اس وقت جاپان میں ہے، اتنی ہی ضرورت ہندوستان، پاکستان اور پوری دنیا میں بھی ہے، اس لیے آپ سب حضرات اپنے آپ کو دعوت دین کے لیے تیار کریں۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے مولانا قاضی مشتاق علی ندوی قاضی شہر بھوپال کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا، جلسہ کی نظامت اعجاز احمد کشمیری معتمد بزم خطابت جمعیۃ الاصلاح نے کی۔

مورخہ ۳۱/ مارچ بروز شنبہ بمقام جمالیہ ہال "اردو شاعری اور اسلام" کے عنوان سے ایک بزم کا انعقاد ہوا، جس میں مہمان خصوصی کے طور پر مشہور شاعر و ادیب جناب ڈاکٹر راہی فدائی کو مدعو کیا گیا، فدائی صاحب نے کہا کہ اردو ادب کے ذریعہ دعوت اسلامی کا کام وسیع پیمانے پر انجام دیا جاسکتا ہے، دنیا میں بہت سارے شعرائے کرام نے اسلام کے پیغام کو لوگوں کے سامنے پیش کیا، اور علامہ اقبال کی شاعری میں قرآنی پیغامات بھرے پڑے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آج تک اردو زبان کے قواعد پورے طور پر مرتب نہیں ہوئے ہیں۔

ان کے بعد مولانا رئیس الشاکری ندوی نے خطاب کیا اور اپنا کلام بھی پیش کیا، دوران جلسہ عبدالمالک نے مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کلام کو اپنی پر کشش آواز میں سامعین کے سامنے پیش کیا، اخیر میں صدر جلسہ مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ و آدابہا، دارالعلوم ندوۃ العلماء کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا، سید مسیح اللہ (نائب معتمد) نے اس نشست کی نظامت کی۔

اسی شام بعد نماز مغرب 'قاعۃ المحاضرات، کلیۃ الدعوۃ والاعلام میں پروفیسر انیس چشتی (پونا) کا محاضرہ بعنوان "اسلام اور سائنس" ہوا، جس میں انہوں نے موجودہ دور میں تقابلی مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ آج پورے عالم میں دعوت کے میدان میں کام کرنے کے لیے سائنس کو قرآن کی روشنی میں مطالعہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس پروگرام کی نظامت عبدالمالک (معتمد بزم خطابت) نے کی۔

مورخہ یکم اپریل بروز منگل بعد نماز عشاء جمالیہ ہال میں ایک علمی و تحقیقی محاضرہ بعنوان "ادب اسلامی- تعارف اور مقاصد" ہوا، جس میں پروفیسر محسن عثمانی ندوی نے ادب اسلامی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ادب اسلامی کی اہمیت و افادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے، اور ندوۃ العلماء نے اس اہمیت کو خوب سمجھا ہے، اور اس میدان میں بڑی شخصیتوں کو اس نے جنم دیا جنہوں نے عالمی سطح پر اس حوالہ سے ناقابل فراموش اور رہنما کردار ادا کیے ہیں۔ اس بزم کی نظامت محمد نسیم میرٹھی (معتمد بزم خطابت) نے کی۔

مؤرخہ ۸/ اپریل بروز منگل بعد نماز عشاء جمالیہ ہال میں بعنوان "میں بتاتا ہوں تمہیں اس دور میں ندوہ ہے کیا" ایک محاضرہ ہوا، جس میں ندوۃ العلماء کے قدیم فرزند مولانا تقی الدین فردوسی ندوی نے قیمتی باتیں بتاتے ہوئے طلبہ سے کہا کہ ندوہ وقت کی اہم ضرورت ہے، اور ندوہ کا شعار: "خذ ما صفا ودع ما کدر، کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم، شعارنا الوحید الی الاسلام من جدید اور الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو أحق بھا" ہے، اور ندوہ وقت کی نزاکت کو سمجھ کر افراد کو تیار کرتا ہے، اور "وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّۃٍ" کی مایۂ ناز تصویر ہے۔

محاضرات کی آخری کڑی مورخہ ۱۳/ اپریل بعد نماز عشاء جمالیہ ہال ہی میں منعقد ہوئی، جس میں مولانا تقی الدین فردوسی ندوی نے "ادب اسلامی اور ندوۃ العلماء" کے موضوع پر محاضرہ دیا، تلاوت کلام اللہ کے بعد مولانا ابوسحبان روح القدس ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء نے مہمان گرامی کا تعارف کرایا اور منیر شریف کی تاریخی و روحانی جھلکیاں طلبہ کے سامنے رکھیں اور کہا کہ منیر شریف کی نسبت حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی طرف ہے، جن کے وجود سے بہار میں ایمان و یقین، عشق و محبت، درد و سوز اور علم و معرفت کی عطر بیز ہوائیں چلیں، اور جام معرفت سے لوگ سیراب ہوئے اور عشق مولیٰ سے سرشار ہوئے، ہمارے طلبائے عزیز کو ان کی حیات و خدمات کا بھرپور مطالعہ کرنا چاہیے۔

مولانا تقی الدین فردوسی ندوی نے کہا کہ ادب اسلامی کی شروعات اس وقت ہوئی جب حضرت جبرئیلؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ لہذا سب سے افصح کلام قرآن مجید ہے، اس کے بعد احادیث نبویہ ہیں، اس کے بعد انہوں نے ادب اسلامی میں ندوۃ العلماء کی خدمات کو اجاگر کیا، مولانا کی علمی گفتگو کو طلبہ ہمہ تن گوش ہو کر سماعت کر رہے تھے۔ اس پروگرام کا آغاز محمد انصار کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا اور ناظم 'جمعیۃ الاصلاح' نے نظامت کے فرائض انجام دیے، اور مہمانان گرامی و اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆☆☆

نفع وضرر

موبائل فون کی شعاعیں

مردوں کی تولیدی صحت کو متاثر کر سکتی ہے

موبائل فون سے خارج ہونے والی شعاعیں مردوں کی تولیدی صحت کو متاثر کر سکتی ہیں، جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی کے تحت ہونے والی تحقیق کے نتائج کے مطابق موبائل کی شعاعیں دل، دماغ سمیت جسم کے کسی بھی عضو کو متاثر کر سکتی ہیں، تحقیق کے مطابق ۱۷ برس کی عمر تک بچوں کو موبائل فون کا استعمال شدید نقصان کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ بچوں کی یہ عمر ان کے دماغی خلیات سمیت جسم کی نشو ونما کی ہوتی ہے جو موبائل فون کے استعمال سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ موبائل فون کو دل یا جسم سے دور رکھنا چاہیے، موبائل فون کی شعاعیں جب موبائل پر کال آتی ہے اور جب اس کی بیٹری کمزور ہو رہی ہو تو زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔

موبائل فون کو بستر کے قریب رکھ کر سونا بھی خطرناک ہو سکتا ہے، پاکستان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی تحقیق جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی کی اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر ثروت جبین اور اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق نے ڈیپارٹمنٹ آف اناٹومی جناح سندھ میڈیکل یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر سرور قریشی کی نگرانی میں سفید چوہوں پر مکمل کی ہے۔ اس تحقیق کو کانفرنس آف اناٹومسٹس جو لاہور میں ۲۲/ مارچ کو منعقد ہوئی، تیسری پوزیشن کا ایوارڈ بھی دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ثروت جبین جو ڈاؤ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کی طالبہ اور جے ایس ایم یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں، نے اپنی تحقیق کی تفصیلات میں بتایا کہ ہماری تحقیق کا موضوع "موبائل فون کی شعاعوں کے اثرات مردوں کی تولیدی صحت" تھا، تحقیق کے فارمولے کے مطابق ہم نے یہ تحقیق سفید چوہوں پر کی، جن کا جنیاتی نظام تقریباً ۸۰ فیصد انسانی نظام کی طرح ہے۔

انہوں نے بتایا کہ تحقیق کے لیے ہم نے ۷۰ چوہوں کا انتخاب کیا۔ ان ۷۰ چوہوں کو ہم نے ۳۵،۳۵ کے ۲ گروپس میں تقسیم کیا جن کو اے اور بی کا نام دیا گیا۔ اے گروپ کے چوہوں کو الگ رکھتے ہوئے ہم نے بی گروپ کے چوہوں کو ۵ پنجروں میں تقسیم کیا جن کو ہم نے موبائل کی شعاعیں دیں، ہر پنجرے میں ۷ چوہے رکھے گئے اور ہر پنجرے کو بی 1 سے بی 6 کا نام دیا گیا، ہر پنجرے میں چوہوں کو روزانہ ۲ گھنٹے کی شعاعیں مختلف عرصے کے لیے دی گئیں، یعنی ایک پنجرے کے چوہوں کو ۳۰ دن، تو دوسرے کو ۵۰ دن، اور چوتھے کو ۷۰ دن تک موبائل فون کی شعاعیں مختلف عرصے کے لیے دی گئیں، جن چوہوں کو سب سے زیادہ عرصے جو ۱۰۰ دن پر محیط تھا، موبائل فون کی شعاعیں دی گئیں، ان کے تولیدی عمل انتہائی متاثر پایا گیا جبکہ اے گروپ کے چوہوں کے تولیدی کے نظام جن کو موبائل فون کی شعاعوں سے دور رکھا گیا، تولیدی نظام منفی اثرات سے محفوظ رہا، جس سے ثابت ہوا کہ موبائل فون سے نکلنے والی شعاعیں مردوں کے تولیدی عمل کو بھی متاثر کر سکتی ہیں، اسی تحقیق کے دوران یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ موبائل فون نادر کی شعاعیں انسانی صحت کو متاثر کر سکتی ہیں جب کہ مردوں کی طرح عورتوں کی تولیدی صحت پر بھی موبائل فون کی شعاعوں کے منفی اثرات ہو سکتے ہیں۔ تاہم ابھی اس پر تحقیق نہیں ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سرور اور ڈاکٹر ثروت نے بتایا کہ موبائل فون کی شعاعوں کے منفی اثرات کا تعلق اس بات سے گہرا ہے کہ آپ موبائل فون کتنے عرصے سے استعمال کر رہے ہیں اور موبائل فون کے استعمال کا دورانیہ روزانہ کتنا ہوتا ہے، انہوں نے بتایا کہ موبائل فون اگر شرٹ کی جیب میں دائیں جانب ہو تو موبائل فون کی شعاعوں اور دل کی دھڑکن کا ردہم آپس میں ٹکراتے ہیں، جو دل کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے، اسی طرح دماغی شعاعیں اور موبائل فون کی شعاعیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو دماغ کے لیے نقصان کا باعث بنتی ہیں جس میں خاص طور پر انسان کے لیے کسی خاص چیز پر توجہ مرکوز کرنا مشکل ہو جاتا ہے، جبکہ دماغی سرطان بھی ہو سکتا ہے، انہوں نے بتایا کہ سوتے وقت موبائل فون پاس رکھ کر سونا خطرناک ہو سکتا ہے۔ جبکہ ۱۷ برس تک بچوں کو موبائل فون نہیں استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ عمر دماغی خلیات اور دیگر اعضاء کے بننے کی ہوتی ہے۔ موبائل فون کا استعمال انہیں متاثر کر سکتا ہے، انہوں نے بتایا کہ موبائل فون کی شعاعیں سب سے زیادہ اس وقت متاثر کرتی ہیں جب اس پر فون آتا ہے یا اس وقت جب اس کی بیٹری کمزور ہو گئی ہو۔

☆☆☆☆☆

رپورٹ

دوروزہ فکری، دعوتی وتربیتی کیمپ

برائے اساتذۂ مدارس ملحقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زیر اہتمام: دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال

سید سالک علی ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا دوروزہ فکری و تربیتی کیمپ برائے مدرسین مدارس ملحقہ ۸، ۹/مارچ ۲۰۱۲ء بروز سنیچر واتوار احاطہ دارالعلوم تاج المساجد بھوپال میں منعقد ہوا، جس میں تقریباً چھ نشستوں میں ۱۴موضوعات پر مختلف اساتذہ اور اسکالرس نے تدریبی خطاب اور عملی مشقوں سے مدرسین کو فن تدریس کی باریکیوں اور حقائق سے روشناس کرایا۔

پہلا دن:

پہلی نشست: ۱۰:۳۰ تا ۰۰:۱ بجے دن

صدارت: جناب مولانا عبدالقادر پٹنی ندوی (نائب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)۔

نظامت: مولانا نعمت اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال)۔

تلاوت: قاری محمد طارق انصاری (معلم دارالعلوم تاج المساجد)۔ نعت: ظفرالدین ولد چاند خان (متعلم دارالعلوم)

پہلا محاضرہ، بعنوان: دور حاضر کی باطل تحریکات اورمدارس کی ذمہ داریاں

جناب مولانا سید عنایت اللہ ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اس موضوع پر خطاب کرتے ہوئے باطل تحریکات میں سے قادیانیت اور بریلویت کے عقائد کو بیان کیا اوران کی باطل دلیلوں اوران کے جوابات سے سامعین کو واقف کرایا، اورانہوں نے یہ بتایا کہ قادیانی فرقہ عقیدۂ رسالت میں خلل ڈالتا ہے جب کہ رضاخانی فرقہ عقیدۂ توحید پر حملہ کرتا ہے، اورانہوں نے یہ بھی کہا کہ اسلام میں لچک فروعات میں ہے، اصولوں میں کوئی لچک نہیں ہے، ایسے پر خطر حالات میں ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے موضوعات پر جلسے منعقد کریں جن سے عقیدۂ توحید ورسالت مضبوط ہوں نیز آپ نے یہ بھی کہا کہ تمام مدارس کی نسبت صفۂ نبویؐ سے ہے اور اس کے لیے اخلاص درکار ہے، لہٰذا تمام مدارس اوراس کے افراد اپنے اندر اخلاص پیدا کریں تا کہ وہ برکات حاصل ہوں جو اصحاب صفہ کو حاصل تھیں۔

دوسرا محاضرہ: مولانا ڈاکٹر اقبال مسعود ندوی

عنوان: مدارس کے بارے میں میڈیا کا رول اورمدارس کی ذمہ داریاں

مولانا نے کہا کہ مدارس کے کردار کی تین ذمہ داریاں ہیں: ۱- دین کا تحفظ، ۲- ملت کا تحفظ، ۳- علم کا تحفظ۔

انہوں نے کہا کہ ایک صدی میں مسلمانوں نے علم دین کی قائدانہ حیثیت کو کھودیا ہے، اس کا حل یہ ہے کہ علماء دین ان افراد کی مدد اور تعاون سے وہ مقام حاصل کریں جو ان معلومات میں ماہر ہوں۔ دین کا تحفظ اس طور پر ہونا چاہیے کہ اسمیں کلیات شامل ہوں جب کہ ہم اسکا تحفظ بطور جز کے کررہے ہیں: "اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "صلوا خلف کل بر وفاجر" اور آج علم دین علم افتراق اور علم انتشار بن چکا ہے۔ ملت کا تحفظ اس طور پر ہوسکتا ہے کہ آج قومیت اور عصبیت امت اور ملت پر حاوی ہے، ملت اندر سے بٹی ہوئی ہے، اس میں اتحاد وربط وتال میل ہو، اور مدارس میں ایسے افراد ہوں جو اسکی حفاظت کی ذمہ داری انجام دیں۔ علم کے تحفظ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام میں تقسیم صرف اولیت کے اعتبار سے ہے، کیا واجب ہے؟ کیا سنت ہے؟ اور کیا مستحب ہے؟ اس کو کتاب وسنت کی روشنی میں سمجھنے کے لیے تفقہ ہونا چاہیے: "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ"۔

آج کی میڈیا پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میڈیا ان چار نکات پر عمل کرتی ہے جو یہودیوں کی صفات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں: ۱- "يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ"، ۲- وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، ۳- يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا، ۴- "لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ" بڑی کامیابی کیساتھ تمام اسکالرس نے اس بات کو شائع کیا ہے کہ مدارس ہی اصلاً تشدد کے مراکز ہیں، ایسے ماحول میں دو چیزیں سامنے آتی ہیں: ۱- میڈیا تہمت لگاتی ہے لیکن اس سے بجائے تنفر کے اسکا مخالف اثر بھی مرتب ہوتا ہے اور لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے۔ ۲- مدارس کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہ ہو جسکی وجہ سے کوئی انگلی اٹھا سکے، اسلام کوئی مذہب نہیں ہے، مدارس کے کچھ طلباء میڈیا میں شرکت کے لیے تیار ہوں اور اسلام پر راسخ ہوکر عمل کریں، آج ہم اسلام پر عمل تو کرتے ہیں مگر معذرت کیساتھ، جب کہ "رَاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" ہونا چاہیے۔

مولانا محمد سعید مجددی امیر دارالعلوم تاج المساجد، بھوپال نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ: "هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ...... الخ" اور فرمایا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا تو دنیوی اور اخروی تعلیم دے کر بھیجا اور اللہ نے انسان کو اپنی رہبری کی روشنی عطا فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ قرآن میں موجود ہے اور تمام انبیاء کی سیرت کا خلاصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہے اور حضرت نے یہ حدیث ارشاد فرمائی: "نزل القرآن علی خمسة أوجه، حلال وحرام، محکم و متشابه وأمثال، فأحلوا الحلال و حرموا الحرام واعملوا بالمحکم وآمنوا بالمتشابه و اعتبروا بالأمثال" پھر حضرت نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مکی ومدنی دونوں زندگیوں پر عمل کرنا ضروری ہے، اور اخیر میں مولانا نے یہ حدیث ذکر فرمائی: "المؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم والمجاهد من جاهد نفسه فی طاعة اللّٰه والمهاجر من هجر الخطايا والذنوب"۔

نشست دوم: ۳:۰۰ تا ۵:۰۰ بجے دن

صدارت: مولانا عمر فاروق ندوی استاذ دارالعلوم تاج المساجد۔

نظامت: مولانا محبوب ندوی استاذ دارالعلوم

پہلا محاضرہ: مولانا ڈاکٹر اطہر حبیب ندوی

عنوان: طلباء کی اخلاقی تربیت موجودہ حالات کی روشنی میں

مولانا نے کہا کہ اکثر طلبہ سے مدارس میں آنے اور تعلیم حاصل کرنے کا مقصد فوت ہوتا ہے، مدارس کا مقصد یہ ہے کہ علوم کے ماہرین پیدا کریں جو ان حالات میں علوم دینیہ کی حفاظت کرسکیں اور اس سے بڑھ کر اشاعت دین اور اقامت دین کا سبیل کرسکیں، لہٰذا سب سے پہلے طلبہ کو اس مقصد سے واقف کرانا ضروری ہے۔ دوسری چیز جو اخلاقی تربیت پر اثر دار ثابت ہوتی ہے وہ ہے ماحول، آج مغرب تمام تر وسائل کے ساتھ فکری یلغار میں لگا ہوا ہے، اس وقت یہ مادی سوچ کے نتائج مدرسہ کی دیواروں میں شگاف لگا کر، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ہمارے مدرسوں میں داخل ہوچکے ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم طلبہ کو علم دین کی اہمیت بتائیں، قناعت، جفاکشی کی تعلیم دیں، وسائل ہونے کے باوجود آج علوم شرعیہ طلبہ کے گلے سے نیچے نہیں اتر رہے ہیں جب تک اخلاص، صبر اور مجاہدہ کی بنیاد پر تعلیم نہ ہو، تربیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ بہتر نہیں ہوسکتا، ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جن طلبہ کو ہم پڑھائیں ان کو احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دیں، طلبہ کے لیے سب سے بڑا نمونہ اس کا استاذ ہوتا ہے، لہٰذا خود استاذ اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کا پیکر بنائے تا کہ طلبہ بھی اس کی مماثلت اختیار کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا پیکر بن سکیں۔

دوسرا محاضرہ مولانا ڈاکٹر عارف جنید ندوی نے "تدریس وتعلیم میں علم نفسیات کی اہمیت" کے عنوان پر پیش کیا۔

مولانا نے کہا کہ تدریس ایک فن ہے جس طرح کسی بھی فن کو سیکھے بغیر اس میں مہارت حاصل کیے بغیر اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا، اسی طرح تدریس کے فن کو سیکھے بغیر اس کے فرائض انجام دینے سے حق تدریس ادا نہ ہوسکے گا، قبل اس کے کہ ہم بچوں کو سکھائیں، ہمارے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی نفسیات کو سمجھیں۔ نفسیات کے دو موضوع ہوتے ہیں: ۱- ورثہ، ۲- ماحول۔ ان دونوں کی رعایت کرتے ہوئے ہم بچوں کو تعلیم دیں۔ آپ نے کہا کہ ہر بچہ ایک جیسی صلاحیت کا حامل نہیں ہوتا، ذہن کے لحاظ سے طلبہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں: ۱- جن کا معیار بہت بلند ہوتا ہے، ۲- جن کی سطح درمیانی ہوتی ہے، ۳- جو دیر میں سمجھتے ہیں۔ کسی بچے کے کند ذہن ہونے کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بچہ باپ کی بنسبت اپنی ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے اور بچپن میں اس بچے کو ماں کا سایہ نہ ملے تو یہ چیز اور اس جیسی دیگر چیزیں اس کو نفسیاتی مریض بنا دیتی ہیں، لہٰذا استاذوں کو چاہیے کہ ایسے بچوں پر اتنی سرزنش نہ کریں کہ وہ تعلیم سے دور ہوجائیں، مدرس کو چاہیے کہ طلبہ کو بھی سکھانے میں برابر کا شریک کریں، سوال وجواب کا طریقہ اپنائیں اوران کو درجہ میں ذہنی طور سے حاضر رکھیں، اور مدرس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ماہانہ ہر طالب علم کی جانچ کرے تا کہ اس کی کمزوریوں پر اور خامیوں پر توجہ دے۔

صدارتی کلمات: مولانا عمر فاروق ندوی نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت بھی ہماری ذمہ داری ہے، اوراس کے لیے ہر بچہ کی نفسیات کا سمجھنا ضروری ہے، اور علم نفسیات کا وجود خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہمیں ملتا ہے، جب صلح حدیبیہ کے وقت چند افراد آئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نفسیات کو بھانپ کر اس کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ فرمایا جس کا بہترین اثر ظاہر ہوا۔

نشست سوم: بعد نماز مغرب

صدارت: مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ دارالعلوم تاج المساجد۔

نظامت: مولانا سید سالک علی ندوی استاذ دار العلوم تاج المساجد

پہلا محاضرہ: مولانا عبد القادر پٹنی ندوی۔ بعنوان موجودہ حالات میں مدارس اسلامیہ کی ذمہ داریاں

مولانا نے کہا کہ مدارس کی ایک ذمہ داری ہے اور اس کو ادا کرنا موجودہ حالات کے تناظر میں اور زیادہ ضروری ہے۔ آپ نے کہا کہ مدارس انسانی معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے اور اسمیں پڑھنے والے بچے ماں کی آغوش میں تربیت پا کر اداروں میں خوب پھلتے پھولتے ہیں، مدارس کا سب سے بڑا مقصد عقیدہ کی پختگی پیدا کرنا اور بچوں کو اخلاق عالیہ سے سنوارنا ہے۔

دوسرا محاضرہ: مولانا قاضی سید مشتاق علی ندوی، قاضی شہر بھوپال

مولانا نے تحریک ندوہ اور اس کے مقاصد پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک ندوہ اس وقت وجود میں آئی جب امت دو طبقوں میں بٹ گئی تھی، مولانا محمد علی مونگیریؒ سے لے کر علامہ شبلی نعمانیؒ اور ہندوستان کے دوسرے معزز علماء نے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی، الحمد للہ ان کی کوششوں سے یہ تحریک مقبول عام ہوئی، ندوہ کے مقاصد پر زور دیتے ہوئے رفع نزاع باہمی اور اعتدال پسندی کو مزید واضح کر کے پیش کیا۔ آخر میں آپ نے کہا ندوہ نام ہے زبان ہوشمند، فکر ارجمند اور دل دردمند کا۔ ہم فرزندان ندوہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کے پیغام کو عام کریں اور قرآن کے درس کو بھی عام کر کے لوگوں کو قرآن سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں تا کہ ان کا تعلق قرآن سے تا حیات وابستہ رہے۔

صدارتی کلمات: مولانا نعمت اللہ ندوی نے اپنے صدارتی کلمات میں دونوں محاضرین کے عناوین کا خلاصہ پیش کیا، اور علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمہم اللہ کے نقوش و آثار پر چلنے کی تلقین کی، اور پھر آخر میں مولانا نے اپنی دلنشیں آواز اور منفرد لہجہ میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ترانہ بھی پیش کیا، اور پھر دعا پر نشست کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن:

پہلی نشست: ۹:۰۰ تا ۱:۰۰ بجے دن

صدارت: مولانا احسن علی خاں ندوی (نائب مہتمم دار العلوم تاج المساجد)۔

نظامت: مولانا محمد صادق سلیم ندوی (استاذ دار العلوم تاج المساجد) تلاوت: قاری ظفر الدین

پہلا محاضرہ: مولانا سید شرافت علی ندوی (استاذ دار العلوم تاج المساجد)

عنوان: کامیاب معلم کی خصوصیات

مولانا نے کہا کہ اسلام اور نبوت اور قرآن کا آغاز تعلیم و تعلم سے ہوا، آپ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ہم کو دو باتیں خاص طور پر ملتی ہیں، ایک تو یہ کہ آپؐ نے اپنے لیے ”عبد“ کا لقب پسند فرمایا اور دوسرا یہ کہ آپؐ نے اپنے آپ کو ”معلم“ قرار دیا، اور آپ نے فرمایا کہ علماء دین کے لیے تعلیم و تدریس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے۔ صفۂ نبویؐ علوم نبوت کا امین ہے، آج تک اسمیں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی، یہ ایک اشارہ ہے مدارس کے تقدس اور اسکی عظمت کی طرف۔ آپ نے کہا کہ صرف دو چیزوں سے دین زندہ ہے: ۱- تعلیم و تدریس، ۲- دعوت الی اللہ، اپنے تمام تر معانی کے ساتھ۔

دوسرا محاضرہ: مولانا ڈاکٹر اقبال مسعود ندوی

عنوان: تدریس فقہ کا منہج

مولانا نے کہا کہ فقہ کے کئی ادوار ہیں، سب سے پہلا دور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے جس میں آپؐ نے خود اجتہاد اور قیاس سے کام لیا اور اجماع پر بھی عمل کیا تا کہ اپنی امت کو اس کی تعلیم دیں۔ دوسرا دور خلفاء راشدین کا دور ہے جس میں تاسیس اور تاصیل کا کام کیا گیا۔ تیسرا دور فقہائے مدن کا دور ہے اور چوتھا دور تدوین کا دور ہے اس دور میں چار ائمہ کی فقہ پر امت کا تعاون تھا۔ پانچواں دور احیاء فقہ کا دور ہے، اور اس کے لیے فقہ الاولیات وفقہ الترجیحات اور فقہ القارن کا مطالعہ ضروری ہے۔ آپ نے کہا کہ فقہ نام ہے بنیادی چیز پر جوڑنے کا نہ کہ توڑنے کا۔

تیسرا محاضرہ: مفتی رئیس احمد خاں قاسمی، مفتی شہر بھوپال واستاذ دار العلوم تاج المساجد

عنوان: تدریس تفسیر کا منہج

مولانا نے کہا کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس سے ہر خاص و عام استفادہ کر سکتا ہے، تفسیر عربی زبان کا لفظ ہے جو سفر یا فسر سے بنا ہے۔ دونوں کے معنی کشف وایضاح کے آتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ سفر میں کشف ظاہری ہوتا ہے اور فسر میں کشف باطنی ہوتا ہے۔ تفسیر میں آیت کا یقینی معنی بیان کیا جاتا ہے اور تاویل میں غیر یقینی طور پر مختلف احتمالات کو بھی ذکر کیا جاتا ہے، تفسیر کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام علوم آلیہ سے واقف ہو، اگر کوئی شخص اپنی رائے سے تفسیر کرے اور اگر چہ وہ صحیح بھی ہو تب بھی وہ خطا کار ہے۔

چوتھا محاضرہ: جناب مولانا عبد القادر پٹنی ندوی

عنوان: تدریس حدیث کا منہج

مولانا نے کہا کہ حدیث کو جمع کرنے کا کام عہد نبویؐ میں ہی شروع ہو چکا تھا، پھر بعد میں یہ مستقل فن ہو گیا جس کی وجہ اور دیگر فنون وجود میں آئے۔ حدیث کے اندر پہلے مشکوۃ شریف پڑھائی جاتی تھی اور ان کے مصنف شافعی تھے اور طلباء کو

احناف کے دلائل معلوم کرنے کے لیے بڑی مشقت اٹھانی پڑتی تھی، اس لیے ندوہ نے علمی بحثوں سے بچتے ہوئے ریاض الصالحین کو درس میں داخل کیا لیکن چونکہ یہ بھی ایک ضخیم جلد میں ہے، اس لیے طلباء کے بار کو کم کرنے کے لیے ابتداء میں ”تہذیب الاخلاق“ کو داخل نصاب کیا گیا۔ حدیث پڑھانے سے پہلے مدرس کو چاہیے کہ وہ مطالعہ کر کے آئے اور حدیث کے مفہوم، الفاظ، مفردات اور قابل توجیہ چیز معلوم ہو۔ اسی کے ساتھ حدیث کا ترجمہ کرنا بھی نہایت ضروری ہے اور راوی کا مختصراً تعارف بھی ضروری ہے۔

پانچواں محاضرہ: مولانا سید عنایت اللہ ندوی

عنوان: مدارس میں ادب عربی اور قواعد عربیہ کی تدریس۔ جائزہ اور تجاویز

مولانا نے کہا کہ عربی زبان بہت وسیع زبان ہے، اس زبان کے سیکھنے کے لیے مدارس میں اس کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے اور عجمیوں کے لیے عربی بغیر قواعد عربیہ کے سیکھنا دشوار تھا، اس لیے علماء نحو وصرف نے بہت محنت کے بعد اس کے قواعد مرتب کیے اور ہمارے سامنے پیش کر دیے۔ فن نحو وصرف میں سے ہر ایک کی تقریباً پانچ کتابیں نصاب میں داخل ہیں، ان پر طلباء کو بہت مشق کرائی جائے تا کہ وہ اس فن میں عبور حاصل کر کے عربی زبان کو بہتر طریقے سے سیکھ سکیں۔

صدارتی کلمات: مولانا احسن علی خان ندوی نے اپنے صدارتی کلمات میں ندوہ کے نصب العین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ندوہ کا نصب العین یہ ہے کہ قرآن وسنت کی محققہ تعلیم ہو، عربی زبان و گرامر پر خاص توجہ دی جائے اور حدیث وفقہ کی اعلیٰ تعلیم دی جائے، اور ایسی تعلیم دی جائے جس سے فکر و نظر کو اکتساب فیض کے کھلے مواقع حاصل ہوں، علم و تحقیق کے راہوں میں نئے اقدامات کے حوصلے ملیں۔ ندوہ تحریک قدیم وجدید کا ایک خوبصورت امتزاج ہے نیز ندوہ کا مقصد یہ ہے کہ ایسے جلیل القدر علماء اور محققین پیدا ہوں جو میدان کے خلاء کو پر کر سکیں۔

نشست دوم: ۳:۳۰ تا ۵ بجے

صدارت: مولانا سید عنایت اللہ ندوی

نظامت: مولانا سید سالک علی ندوی

اس نشست میں مندوبین حضرات نے ڈاکٹر مولانا عارف جنید ندوی سے طریقۂ تدریس سے متعلق چند سوالات کیے اور مولانا نے تشفی بخش طریقہ سے جوابات دیے۔ خصوصی طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ تعلیمی عملہ اور انتظامیہ میں باہمی مفاہمت، باہمی تعاون اور اتحاد کی ضرورت ہے تا کہ تعلیم بہتر سے بہترین ہو سکے۔

نشست سوم: بعد نماز عصر تا مغرب

صدارت: مولانا محمد سعید مجددی امیر دار العلوم تاج المساجد۔ نظامت: مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ دار العلوم تاج المساجد

تأثرات: مولانا عبد القادر پٹنی ندوی نائب مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا نے یہ تدریبی وتربیتی کیمپ ندوہ میں نہ ہو کر زونوں میں ہونے کی وجہ سے واقف کرایا اور اورنگ آباد، غازی پور اور بھوپال میں ان تربیتی سرگرمیوں کے بارے میں مولانا نے کہا کہ یہ تجربہ کامیاب رہا، ان شاء اللہ اس کو اور بہتر انداز میں انجام دینے کی کوشش کی جائے گی، اس مجلس میں آنے والے ملحقہ مدارس کے اساتذہ کی تعداد کم ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تاخیر سے اطلاع ہوئی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر شاخ سے صرف دو ہی کو بلایا گیا۔ آئندہ اس میں تبدیلی کا امکان ہے، اور آخر میں مولانا نے دار العلوم تاج المساجد کے جملہ اساتذہ کارکنان کا شکریہ ادا کیا اور امیر دار العلوم مولانا محمد سعید مجددی کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے اشراف سے اس مجلس کو کامیاب بنایا۔

صدارتی خطاب میں جناب مولانا محمد سعید مجددی نے اس آیت قرآنی سے کلمات کا آغاز فرمایا: ”اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ“ اور آپ نے کہا کہ اسلام کا تعلق اللہ نے تعلیم و تعلم سے وابستہ فرمایا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے عظیم ترین مقصد ”انما بعثت معلماً“ بھی ہے۔ آپ نے کہا کہ معلم داعی ہوتا ہے، اس کو وہ صفات اختیار کرنا چاہیے جو اس آیت پاک میں بتلائی گئی ہیں۔ ”بالحکمۃ“ یعنی سمجھداری کے ساتھ احوال پر نظر رکھتے ہوئے ان طریقوں کے ساتھ جو وحشت سے خالی ہوں اور ان میں بے سمجھی نہ ہو اور ایسی بات جو کوئی سنے اسے قبول کر لے، غرض ہر فائدے کی بات جس سے انسان کو فائدہ حاصل ہو یہ سب معانی اس کے ضمن میں داخل ہیں۔ ”الموعظۃ الحسنۃ“ کا مطلب اچھائی کی تمام خوبیوں کے ساتھ، اسی وجہ سے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کہیں بھیجا کرتے تھے تو یہ تعلیم دے کر بھیجتے تھے: ”یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا“ تعلیم میں نصیحت اور خیر خواہی ہونی چاہیے، اور آپ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخالفین کے ماحول میں بھیجے گئے تھے۔ مکی زندگی میں مخالفین جاہل تھے اور مدنی زندگی میں مخالفین پڑھے لکھے اور احبار یہود تھے۔ انہیں میں ایک عبد اللہ بن سلامؓ تھے جو ایک یہودی عالم تھے، وہ فرماتے ہیں: ”لما قدم النبی صلی اللہ علیہ

وسلم المدینة جئت فلماتبینت وجهه عرفت أن وجهه لیس بوجه کذاب فکان مما قال: أیها الناس أفشوا السلام وأطعموا الطعام وصلوا الأرحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنة بسلام"۔ 'اطعموا الطعام' میں ہر ضرورتمند کی مدد کرنا داخل ہے اور 'صلوا الارحام' میں محبت واتحاد قائم کرنے کی تعلیم موجود ہے اور یہی تعلیم قرآن میں بھی ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً" اور آپ نے کہا کہ تعلیم میں جامعیت اور اعتدال ہونا چاہیے، افراط وتفریط نہ ہو، اسی لیے اللہ تعالی نے رخصتیں رکھی ہیں۔ جب مکمل طور سے کوئی کام انجام نہیں دے سکتے تو ان رخصتوں پر عمل کرسکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کا حکم رخصت اور عظیمت میں برابر ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ تعلیم اور عمل ہماری زندگی میں داخل ہوجائے تو پھر پوری زندگی آرام سے گذرے گی۔ اور آپؐ نے فرمایا: "الخلق عیال اللّٰه وأحب الخلق الی اللّٰه من أحسن الی عیاله" بلاامتیاز مذہب و ملت ہم کو یہ حکم معلوم ہونا چاہیے اور اس سے بڑھ کر کیا حکم ہوگا جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا ہو۔ انسان کی زندگی میں سچائی اور پاک روزی ایک اہم اور بنیادی چیز ہے جس کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من أکل طیباً وعمل فی سنة وأمن الناس بوائقه دخل الجنة قلنا یا رسول اللّٰه ! ان هذا کثیر الناس قال فسیکون فی قرون من بعدی"۔ اور پھر دعا پر اس آخری مجلس کا اختتام ہوا۔

☆☆☆☆☆

ایک خوش خبری

سلیس ومحاوراتی الفاظ سے بھرپور، ایک نئے طرز وآہنگ سے آراستہ، انگریزی اخبارات کو حل کرنے میں معاون، زندگی کے ہر شعبہ میں کام آنے والی ایک نئی کتاب

Words Knowledge (اضافہ شدہ جدید ایڈیشن)

از مولانا عبید الرحمٰن ندوی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء)

طلبائے مدارس کے لیے یہ کتاب ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی، اس سے پہلے اور ایک کتاب
A Simple Words Book with Questions and Answers
کے نام سے لکھی گئی، اس کے علاوہ اور ایک کتاب Our Structure
Political (ہمارا سیاسی ڈھانچہ) کے نام سے طلبائے مدارس کے لیے تیار کی گئی ہے۔
Words Knowledge کی اصل قیمت 100 روپے، رعایتی قیمت 50 روپے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ ندویہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون نمبر 0522-2741225

آرام فارمیسی یونانی ڈرگس مینوفیکچرنگ کمپنی

لکھنؤ کا 80 سال پرانا

☆دل آرام تیل (رجسٹرڈ)

(۱) گرتے ہوئے بالوں کو روکنے اور وقت سے پہلے بالوں کو سفیدی سے بچانے۔ (۲) نئے پرانے جوڑوں کے درد جیسے گٹھیا بائی، عرق النساء سے چھٹکارے۔ (۳) فالج، لقوہ اور کمزور بچوں کی ہڈیوں کو مضبوط بنانے۔ (۴) بچوں کی گردن کی گلٹیوں کو گلانے کے لئے۔ **دل آرام تیل** کی مالش کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

☆شوگر آف (رجسٹرڈ)

یہ یونانی پاؤڈر شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ شوگر کو کنٹرول اور پیشاب کی زیادتی کو کم کرتا ہے۔
کم از کم 6 ماہ اس پاؤڈر کو ضرور استعمال کریں۔ (**نوٹ:** اس دوا کا کوئی سائڈ افیکٹ نہیں ہے)

☆ڈائجیٹو (رجسٹرڈ)

جگر، معدہ، آنتوں، کولائٹس، ہاضمہ، گیس کے لئے ایک بیحد مفید یونانی پاؤڈر،
جو اپنی جگہ پر پیٹ کے تمام امراض کا مکمل علاج

اسٹاکسٹ: (۱) ہارون جنرل اسٹور، مولوی گنج، چکمنڈی، لکھنؤ (۲) اودھ اسٹور، امین آباد، لکھنؤ
(۳) جیون پنساری، پھول والی گلی، چوک، لکھنؤ
(۴) شمسی ٹریڈرس، امین آباد، لکھنؤ Mob:9236771891
(۵) یونیورسل فارمیسی، کیمپل روڈ، لکھنؤ (۶) جلیس اینڈ کمپنی، نئی سڑک، کانپور Mob:9415051365

تیار کردہ: آرام فارمیسی، لکھنؤ

موبائل: 8423425223, 8808797667
arampharmacy17476@gmail.com

فقہ وفتاویٰ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: جو لوگ بینک میں ملازم ہیں، ان کے پاس بینک سے ملی رقمیں ہیں، اگر وہ حج کریں تو کیا حج ادا ہوجائے گا؟

جواب: ایسا بینک جس کا کاروبار سود پر مبنی ہو اور بینک کی ایسی ملازمت جس میں سودی کاروبار لکھنے یا پیسے لینے دینے پڑتے ہوں، جائز نہیں ہے، اور جو پیسے جائز ذریعہ سے حاصل نہ ہوئے ہوں، اس سے حج کرنا درست نہیں ہے، فقہاء نے صراحت کی ہے کہ مال حرام سے حج کرنا حرام ہے: "وقد یتصف بالحرمة کالحج بمال حرام". [ردالمحتار: ۳/۴۵۳]۔

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی جائیداد ہے کہ اس میں سے کچھ فروخت کردے تو حج کے اخراجات نکل آئیں لیکن خریدار واجبی دام سے کم میں خریدنا چاہتا ہے، کیا ایسا شخص قرض لے کر حج کرسکتا ہے؟

جواب: جب وسعت ہو تو حج فرض ہوجاتا ہے، زمین اگر مناسب دام میں فروخت نہ ہو پارہی ہو تو قرض لے کر حج کیا جاسکتا ہے، لیکن سفر حج میں جانے سے قبل ورثہ کو یہ وصیت کردے کہ اگر میں سفر حج سے واپس نہ آسکا تو میری جائیداد میں سے پہلے قرض ادا کردینا۔ [ردالمحتار: ۲/۱۴۳، ۱۴۴]

سوال: حج بدل میں حج کی کون سی قسم ہے یعنی حج کرنے والا حج قران کرے یا تمتع یا افراد؟

جواب: جس شخص پر حج فرض تھا، اگر اس نے وصیت کی ہے تو حج بدل افراد کرنا چاہیے، اور اگر وصیت نہیں کی ہے، بلکہ حج بدل کرنے والا اپنی طرف سے ثواب پہنچانے کے لیے حج کررہا ہو تو قران افضل ہے۔ [الدر المختار مع ردالمحتار: ۲/۵۲۹]

سوال: کیا حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ وطن سے کیا جائے؟

جواب: جن کے ذمہ حج فرض ہو اور انہوں نے اس کی وصیت کی ہو اور ان کے تہائی ترکہ میں حج کی گنجائش ہو تو ان کے وطن سے حج کرایا جائے گا، لیکن اگر تہائی ترکہ میں اتنی گنجائش نہ ہو تو جہاں سے گنجائش ہو وہیں سے کرایا جائے گا۔ [فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۵۸]

سوال: کیا حج بدل کے لیے یہ ضروری ہے کہ انہی سے کرایا جائے جنہوں نے اپنا حج کرلیا ہے؟

جواب: جس نے اپنا حج کرلیا ہے، ان سے حج بدل کرانا افضل ہے، جنہوں نے اپنا حج نہیں کیا ہے اگر ان سے حج بدل کرایا جائے تب بھی حج ادا ہوجائے گا۔ [الدر المختار مع ردالمحتار: ۲/۶۰۳]

سوال: اگر مرد کی طرف سے عورت یا عورت کی طرف سے مرد حج بدل کرے تو حج ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: مرد کی طرف سے عورت یا عورت کی طرف سے مرد حج بدل کرے تب بھی حج ادا ہوجائے گا۔ [حوالہ سابق]

سوال: بعض لوگ حج بدل کرنے کا معاوضہ لیتے ہیں یعنی جتنے دن سفر حج میں لگتے ہیں اتنے دن کا معاوضہ اپنی تنخواہ کی شرح سے لیتے ہیں، اور بعض لوگ کوئی دوسری چیز معاوضہ میں لے لیتے ہیں، کیا حج بدل کرنے والے کے لیے معاوضہ یا اجرت لینا درست ہے؟

جواب: حج کا معاوضہ نقدی کسی اور صورت میں لینا اور دینا درست نہیں ہے، البتہ سفر کا خرچ لینا اور دینا درست ہے تاہم حج ادا ہوجائے گا، علامہ شامیؒ نے صراحت کی ہے کہ حج کی اجرت لینا درست نہیں ہے: "لایجوز الاستیجار علی الحج". [ردالمحتار علی الدر المختار: ۲/۶۰۱]

سوال: جو شخص صحت سے معذور ہو، سفر نہیں کرسکتا ہو، البتہ اس کے پاس بقدر استطاعت مال ہو، کیا اس پر حج فرض ہے اور حج بدل کرانا ضروری ہے؟

جواب: جو صحت سے معذور ہو اور سفر نہیں کرسکتا ہو، اس پر حج فرض نہیں ہے کیونکہ حج فرض ہونے کے لیے صرف مال کا ہونا کافی نہیں بلکہ صحت یعنی بدن کا اعذار سے محفوظ ہونا بھی ضروری ہے۔ [غنیة الناسک، ص/۹]

سوال: اگر کوئی شخص بینائی کی کمی یا کسی اور مرض کی وجہ سے خود حج نہ کرے، بلکہ دوسرے سے حج بدل کرائے تو کیا حج بدل ہوجائے گا، اور فرض ادا ہوجائے گا، اگر وہ اس مرض سے شفا پالے تو کیا اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا یا پہلا کرایا گیا حج کافی ہوجائے گا؟

جواب: مرض کی وجہ سے کوئی اگر ارکان حج خود جاکر ادا نہ کرسکتا ہو تو دوسرے کو بھیج کر حج بدل کرانا درست ہے، لیکن جب خود حج کرنے کے قابل ہوجائے تو خود حج کرنا لازم ہوگا، اور یہ حج بدل کافی نہیں ہوگا۔ [البحر الرائق: ۳/۶۰]

☆☆☆☆☆

شعروادب

برکت اتفاق

مولانا الطاف حسین حالیؔ

کہہ رہا تھا یہ اک آزاد کہ ہے جن میں ملاپ
دولت و بخت ہے ہر حال میں ان کے ہمراہ

نہ انھیں حاجت اعواں نہ تلاش انصار
نہ انھیں خوف بداندیش نہ بیم بدخواہ!

پر نہیں رابطہ جس قوم میں اور یک جہتی
اس کی دنیا سے یہ سمجھو کہ گئی عزت و جاہ

نہ ملاذ ان کے لیے قلعہ نہ خندق نہ فصیل
نہ مفید ان کے لیے فوج نہ لشکر نہ سپاہ

ایک ملا نے سنا جب یہ سخن فرمایا
تکیہ اور اس قدر اسباب پہ کرنا ہے گناہ

اتفاق اور نفاق اصل میں کچھ چیز نہیں
دست قدرت کے ہے سب ہاتھ سفید اور سیاہ

واں نہ ملت کی ضرورت ہے نہ کچھ پھوٹ کا ڈر
پڑ گئی فضل کی مولا کے جدھر ایک نگاہ

کہا آزاد نے سچ ہے کہ وہ دے ساتھ اگر
کردیں افراد پراگندہ جماعت کو تباہ

پر مجھے خوب ہے اللہ کی عادت معلوم
اس کو جب دیکھا ہے دیکھا ہے جتھوں کے ہمراہ

☆☆☆☆☆

Haji Abdurrouf Khan
Haji Mohd. Fahim Khan
R.K. JEWELERS
Sari Bans, Chowk, Lucknow
Ph: 0522-2267910 - Mob.: 9415108039

Res: 2226177 Akbari Gate 2268845
Shop: 9415002532 2613736 3958875
سونے چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام
حاجی صفی اللہ جویلرس
ہمارا نیا شوروم
پروپرائٹر: محمد اسلم
گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ
HAJI SAFIULLAH JEWELLERS
Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415080544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG. Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

MOHD. RAIS AYYUBI
Hafiz Tailors
SPECIALIST IN : SUIT & SHERWANI
Naaz Cinema Road, Aminabad, Lucknow, Mobile :9415467665